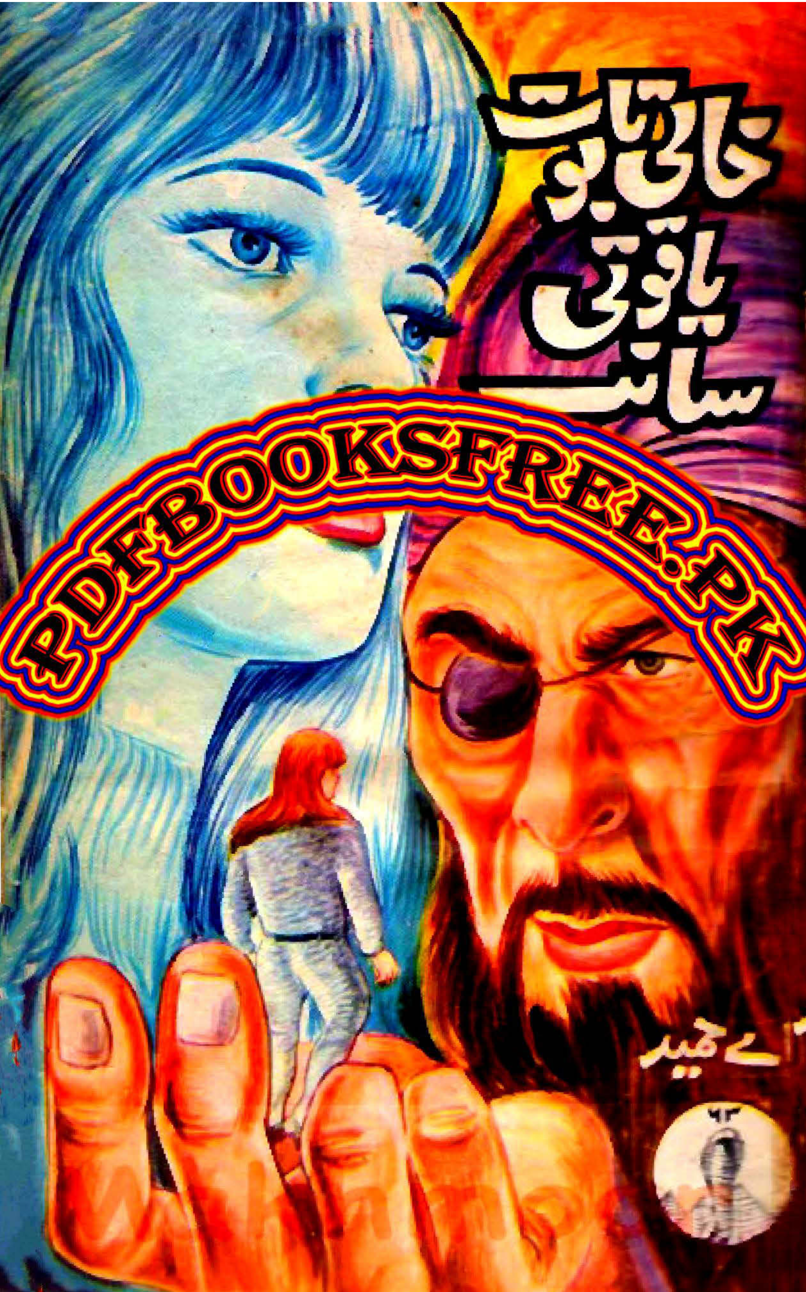
خالی تابوت
یاقوتی
سانپ
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

خالی تابوت یاقوتی سانپ

اے حمید

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت -/۶ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اول —— ۱۹۸۳ء
ناشر: مکتبہ اقرا، حاجی شاہ مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

پچھلی قسط میں لاہور کے سٹوڈنٹ اور عنبر ناگ ماریا کے دوست امجد نے عنبر کے پیچھے پیچھے درخت کے تنے میں سانپ کا منکا مارنے سے جو دروازہ نمودار ہو گیا تھا اس میں چھلانگ لگا دی تھی۔ مگر بدقسمتی سے وہ عنبر سے بہت پیچھے رہ گیا اور آج سے تین ہزار برس پہلے کے ایک ویران علاقے میں جا نکلا۔ وہ حیران اور پریشان ہو گیا کہ ۱۹۸۳ء کی گارڈن ٹاؤن والی کوٹھی سے نکل کر یہ کہاں آ گیا ہے۔ ایک جگہ اسے کچھ لوگ مردے کو چارپائی پر ڈالے دکھائی دیتے ہیں۔ امجد وہاں جاتا ہے تو وہ خوشی سے رقص کرنے لگتے ہیں اور امجد کو پکڑ کر ہاتھ پیر باندھ ڈالتے ہیں اور اسے اپنے مردے کے ساتھ ہی قبر میں زندہ دفن کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اس ملک کے اس قبیلے کا یہی رواج تھا کہ مرے ہوئے آدمی کی لاش لے کر بستی کے باہر بیٹھ جاتے تھے اور جب بھی کوئی مسافر وہاں آتا اسے پکڑ کر مردے کے ساتھ قبر میں دفن کر دیتے۔ جب قبر بند کر دی گئی تو امجد کا دم گھٹنے لگا۔ گھپ اندھیرے میں خوف کے مارے اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ پھر کیا ہوا؟ یہ آپ خود پڑھیے گا۔

آپ کا دوست

اے حمید

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- ٹھنڈی انگلیاں، نیلے ہونٹ
- چور آنکھوں والی مخلوق
- خالی تابوت، یاقوتی سانپ
- خلائی لڑکی سکڑ گئی
- زہر کا گلاس بدل گیا

ٹھنڈی انگلیاں، نیلے ہونٹ

آج سے ڈھائی ہزار سال پہلے کا زمانہ ہے۔

ناگ کو اپنی ساری طاقت واپس مل چکی ہے۔ عنبر نے اسے سیاہ پوش جادوگرنی کے طلسم سے آزاد کرا لیا ہے۔ دونوں مردوخ کے مندر سے نکل کر ماریا کی تلاش میں دریا کے ساتھ ساتھ چلے جا رہے ہیں۔

اُدھر اسی زمانے میں ماریا بھی بابل کی ملکہ کی حیثیت سے قتل ہونے کے بعد پھر سے ماریا بن گئی ہے اور وہ عنبر اور ناگ کی تلاش میں ایک جنگل میں سے گزر رہی ہے۔

تیسری طرف لاہور گارڈن ٹاؤن کے دسویں جماعت کے طالب علم امجد پر عجیب آفت آن پڑی ہے۔ عنبر نے جب لاہور میں ناگ کے دیئے ہوئے منکے کو درخت کے تنے پر زور سے مارا تھا تو وہاں ایک بڑا سوراخ بن گیا تھا۔ عنبر اس سوراخ میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے امجد کو منع کیا تھا کہ وہ اس میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرے مگر امجد کو

Makhzoon

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا کی دنیا میں جانے کا بہت شوق تھا۔ اس نے عنبر کی نصیحت کی پروا نہ کی اور سوراخ میں چھلانگ لگا دی۔ وہ اکیلا ہی ایک ایسی جگہ نکل آیا۔ جہاں اس کے ارد گرد سرخ رنگ کی چٹانیں کھڑی تھیں۔ آسمان پر بادل تھے اور ایک کچا راستہ دُور درختوں کے جھنڈ کی طرف جا رہا تھا۔ امجد کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کس ملک میں نکل آیا ہے۔ وہ پریشان بھی تھا کہ اپنی حماقت کی وجہ سے وہ اپنے ماں باپ اور پیاری بہن سے جُدا ہو گیا ہے اور خدا جانے اب ان سے کب ملاقات ہو گی۔ ملاقات ہو گی بھی یا نہیں۔ اس کے ماں باپ اور بہن بھی پریشان ہو گی۔ امجد کچھ دیر سرخ چٹانوں کے پاس پریشان اور اداس ہو کر بیٹھا رہا۔ وہ بے بس و مجبور تھا اور اپنی مرضی سے ۱۹۸۲ء کے لاہور میں واپس نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے پاس ناگ کا منکا بھی نہیں تھا۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ عنبر کہاں اور کس ملک میں جا کر نکلا ہے۔ اسے ڈر بھی لگ رہا تھا لیکن وہ ہمت کرنے اور حالات کا مردوں کی طرح مقابلہ کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

پچھلی قسط میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ امجد کچھ دیر سرخ چٹانوں کے درمیان اپنی حالت پر افسوس کرتا رہا کہ

اس نے ناحق عنبر کے پیچھے سوراخ میں چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو مشکل میں ڈالا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور فیصلہ کیا کہ وہ ناگ یا عنبر کو کہیں نہ کہیں تلاش کرے ان سے کہے گا کہ خدا کے لئے مجھے واپس میرے گارڈن ٹاؤن والے گھر پہنچا دو۔

یہ سوچ کر امجد اٹھا اور اس نے درختوں کے اس جھنڈ کی طرف چلنا شروع کر دیا جو دُور سے نظر آ رہا تھا۔ موسم خوشگوار تھا۔ سورج بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ مگر اندازہ یہی تھا کہ دن کے بارہ یا ایک بجا ہے۔

امجد نے زمین کو دیکھا۔ مٹی کا رنگ زردی مائل تھا اور اس میں چھوٹے چھوٹے سنگریزے ملے ہوئے تھے۔ امجد اسی لباس میں تھا جس لباس میں اس نے اپنے گارڈن ٹاؤن لاہور والے بڑ کے درخت کے تنے کے سوراخ میں چھلانگ لگائی تھی۔ یعنی پتلون اور بشرٹ اور پاؤں میں بُوٹ۔ یہ بُوٹ اس کے ڈیڈی نے اسے کرنال شاپ انارکلی سے خرید کر دیئے تھے۔ انارکلی لاہور کو یاد کر کے امجد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

درختوں کا جھنڈ اب قریب آ گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

امجد نے دیکھا کہ وہاں لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہے۔ انہوں نے لمبے لمبے چغے پہن رکھے تھے اور سروں پر سرخ رنگ کے رومال بندھے ہوئے تھے۔ امجد قریب جا کر ایک درخت کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ ان لوگوں درمیان میں لکڑی کے ایک تخت پر ایک مُردے کو ڈال رکھا ہے جو کفن میں لپٹا ہوا ہے اور جس کے منہ پر سے کفن ہٹا دیا گیا ہے ایسے لگ رہا تھا کہ یہ لوگ کسی کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ شخص آئے اور مُردے کو زمین میں دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ پاس ہی ایک قبر بھی کھدی ہوئی تھی۔

امجد کو اچانک چھینک آ گئی۔ اس کے چھینکنے کی آواز پر سب کی توجہ اس کی طرف ہو گئی۔ جونہی ان کی نظر امجد پر پڑی وہ بھاگ کر آئے اور اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ خوشی سے ناچنے لگے اور اپنی زبان میں ایک دوسرے کو جیسے مبارک باد دینے لگے۔ ان کی زبان نہ اُردو تھی نہ انگریزی۔ وہ کوئی عجیب سی زبان بول رہے تھے جو امجد کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

امجد ان کے درمیان حیران و پریشان کھڑا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم لوگ کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ مجھے جانے دو۔"

انہوں نے امجد کے منہ سے نکلنے والے اُردو کے الفاظ کو غور سے سُنا۔ پہلے وہ اس کے لباس کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ اب اس کی زبان پر تعجب کیا اور پھر چیخ چیخ کر کوئی گیت گاتے ہوئے دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔ پھر انہوں نے امجد کو پکڑ کر قابو کر لیا۔ اب امجد سمجھ گیا کہ اس کی خیر نہیں ہے اور وہ سخت مشکل میں پھنس چکا ہے۔

اس نے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

مگر کسی نے امجد کی بات پر دھیان نہ دیا۔ یہ تعلاخ قبیلے کے لوگ تھے جو آج سے ڈھائی تین ہزار سال پہلے وادیٔ یمن میں آباد تھا۔ ان میں دستور تھا کہ جب ان کے قبیلے کا کوئی آدمی مر جاتا تو وہ قبر کھود کر اس کی لاش رکھ دیتے اور کسی اجنبی کے اس طرف سے گزرنے کا انتظار کرتے۔ جب کوئی شخص اُدھر سے گزرتا تو وہ اسے پکڑ لیتے اور اپنے مُردے کے ساتھ اسے بھی زندہ دفن کر دیتے۔ اگر کوئی اجنبی ادھر سے نہ گزرتا تو وہ

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُردے کو قبر کے پاس رکھے کئی کئی دن تک اجنبی شخص کے ادھر آنے کا انتظار کرتے۔ کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ اگر اُن کے مُردے کے ساتھ کسی اجنبی شخص کو زندہ دفن نہ کیا جائے تو اس کی رُوح دوزخ میں جا کر ہمیشہ کے لئے آگ میں جلتی رہتی ہے۔ امجد ان حالات سے بے خبر تھا۔

لیکن یہ لوگ جب اسے گھسیٹ کر قبر کی طرف لے جانے لگے تو وہ سمجھ گیا کہ اس کی خیر نہیں ہے۔ اسے وہ تمام ڈراؤنے اور بھیانک واقعات یاد آنے لگے جو عنبر، ناگ اور ماریا کے ساتھ پیش آتے تھے اور جن کا حال وہ عنبر ناگ ماریا کی واپسی کی قسطوں میں پڑھا کرتا تھا۔ اسے عنبر ناگ ماریا کی پُراسرار دنیا میں آئے پہلا دن تھا اور پہلے ہی دن وہ موت کے منہ میں جا رہا تھا۔

امجد نے بہت شور مچایا۔ وہ رویا پیٹا، چیخا چلایا۔ اس نے منت سماجت بھی کی۔ مگر کسی نے اس کی آہ وزاری پر توجہ نہ دی۔ انہوں نے امجد کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے باندھے۔ اس پر خوشبودار عرق چھڑکا اور قبر کے سرہانے لا کر زمین پر لٹا دیا۔ پھر انہوں نے اپنے مُردے کو قبر میں اتار کر لحد میں لٹا دیا۔ قبر میں لحد کافی کھلی تھی

اور وہاں ایک اور آدمی کے لیٹنے کے لئے جگہ بنا دی گئی تھی۔ اب انہوں نے امجد کو اٹھا لیا۔ امجد شور مچانے اور ہاتھ پاؤں چلانے لگا۔ مگر وہ رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ نہ اس سے ہاتھ پاؤں چلائے گئے اور نہ اس کی چیخ وپکار پر کسی نے کان دھرا۔ انہوں نے امجد کو قبر میں لے جا کر اپنے مُردے کے پہلو میں بالکل ساتھ کر کے لٹا دیا اور لحد کا منہ بڑے بڑے پتھروں سے بند کر دیا۔ پھر قبر کے اوپر جلدی جلدی تختے ڈال کر قبر کے منہ کو بند کر کے اوپر مٹی ڈالنے لگے۔

یہ سب کچھ انہوں نے اتنی جلدی جلدی کیا کہ امجد آواز بھی نہ نکال سکا۔ قبر میں ایک دم سے اندھیرا چھا گیا۔ اور اس کا دم گھٹنے لگا۔ اس کے بازو سے مردے کا ایک بازو چھو رہا تھا جو ٹھنڈا تھا۔ امجد کا جسم خوف اور دہشت کے مارے ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ اس کا رنگ زرد تھا اور حلق خشک ہو گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ امجد خوف کے مارے بیہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس کا دم بہت زیادہ گھٹ رہا تھا۔ قبر کے اندر جو تھوڑی بہت تازہ ہوا تھی وہ کافی حد تک ختم ہو چکی تھی اور اب وہاں سانس لینا

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مشکل ہو رہا تھا - امجد کو یقین ہو گیا تھا کہ اب اسے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی وہاں سے نہیں نکال سکتا - اس کی آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہو گئے تھے - اس نے آنکھیں بند کر کے خدا سے دعا مانگی کہ وہ اس کی مدد کرے - اس کے ذہن میں ماں، باپ اور بہن اور سکول کے دوستوں کی شکلیں گھومنے لگیں - وہ زندہ درگور ہو گیا تھا - اس سے بڑا عذاب دنیا میں اور بھلا کیا ہو سکتا تھا -

امجد نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے آپ کو خدا کی رضا کے حوالے کر دیا کہ اب اس کے ساتھ جو بھی ہو گا اسے قبول ہے - وہ تیز تیز سانس لے رہا تھا - کیونکہ قبر میں آکسیجن ختم ہو رہی تھی -

پھر اچانک امجد کو تازہ ہوا کا احساس ہوا - اس کا سانس درست ہو گیا - سانس لینے میں اسے جو تکلیف ہوتی تھی وہ دور ہو گئی - اس نے آنکھیں کھول دیں - قبر میں اسی طرح گھپ اندھیرا تھا - مگر کسی طرف سے تازہ ہوا اندر داخل ہو رہی تھی - پھر اسے یوں لگا - جیسے اس کے ساتھ جو مُردہ لیٹا ہوا ہے اس میں حرکت پیدا ہو رہی ہے - اس کا مُردہ بازو آہستہ آہستہ ہل رہا تھا - خوف سے

امجد کا خون خشک ہو گیا - اس نے سوچا کہ مُردے میں جان پڑ رہی ہے اور وہ ابھی زندہ ہو کر اٹھے گا اور امجد کا گلا گھونٹ ڈالے گا - امجد کے حلق سے چیخ نکل گئی -

اس کی چیخ قبر کے اندھیرے میں گھٹ کر رہ گئی - اس اندھیرے میں مُردے کا اوپر والا دھڑ ہلا اور پھر مُردہ اٹھ کر بیٹھ گیا - امجد دہشت سے سفید پڑ گیا اور تھر تھر کانپنے لگا - مُردے نے اپنی سفید سفید آنکھوں سے امجد کو جھک کر دیکھا - اس سے زیادہ ڈراؤنی شے امجد نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھی - اس کے ہونٹ نیلے تھے - مُردے کے چہرے پر موت کی نیلاہٹ چھائی ہوئی تھی - اس نے امجد کے ہاتھوں اور پاؤں کی رسیاں کھول ڈالیں اور اپنے ٹھنڈے ہاتھ سے قبر میں ایک طرف اشارہ کیا - اس کے اشارے کے ساتھ ہی قبر میں ایک جانب روشنی ہو گئی - مُردے نے امجد کو شانے سے پکڑ کر اٹھا دیا اور کہا -

"قبر میں جدھر سے روشنی آ رہی ہے اُدھر سے باہر نکل جاؤ" -

مُردے کی آواز بیٹھی ہوئی تھی - امجد گھٹنوں کے بل چل کر روشنی کی طرف جانے لگا تو مُردے نے کہا -

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھہرو۔"

امجد وہیں سہم کر رک گیا کہ خدا جانے اب یہ مردہ اسے کیا کہے گا۔ مردہ بولا۔

"میری یہ انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لو۔ یہ مصیبت کے وقت تمہارے کام آئے گی۔ اسے ہاتھ سے مل لینا۔ اب جاؤ۔ نکل جاؤ۔"

مُردے کی آواز میں تیزی آ گئی تھی۔ امجد نے انگوٹھی لے کر انگلی میں پہن لی۔ وہ جانور کی طرح گھٹنوں کے بل چلتا ہوا روشنی والی جگہ پر گیا تو وہاں ایک سوراخ بنا ہوا تھا۔ امجد سوراخ میں سے باہر نکل گیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں نکلا ہے۔ آیا یہ وہی جگہ ہے جہاں قبر تھی یا کوئی اور جگہ ہے۔ اس نے قبر سے باہر نکل کر خدا کا شکر ادا کیا کہ پھر سے زندہ سلامت قبر سے باہر آ گیا ہے۔ اس نے پتلون پر سے قبر کی مٹی جھاڑتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔ اسے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ یہ وہ جگہ نہیں تھی جہاں اسے مردے کے ساتھ زندہ دفن کیا گیا تھا۔ یہ کوئی اور ہی جگہ تھی۔ یہاں درختوں کا ایک بھی جھنڈ نہیں تھا۔ اس کے آس پاس جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور نیلے آسمان پر سورج چمک رہا تھا۔ اس نے مڑ کر

دیکھا۔ جس سوراخ سے وہ باہر نکلا تھا۔ اب وہ سوراخ بھی وہاں نہیں تھا۔

امجد نے ایک بار پھر زندہ قبر سے باہر نکل آنے پر خدا کا شکر ادا کیا اور جھاڑیوں میں سے گذر کر ایک طرف کو چلنے لگا۔ اس کے سامنے ایک بہت اونچا ٹیلہ تھا۔ جس پر کہیں کہیں جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ اسے بھوک اور پیاس ستانے لگی۔ پانی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ چلتا چلا گیا۔ ٹیلے کا چکر کاٹ کر دوسری طرف آیا اور وہاں اسے کھجوروں کا ایک جھنڈ ملا۔ جس کے نیچے ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ امجد بھاگ کر وہاں گیا۔ چشمے کا ٹھنڈا پانی پی کر اس نے اپنی پیاس بجھائی اور گری پڑی میٹھی کھجوریں کھا کر اپنی بھوک مٹائی۔ وہ چشمے کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب وہ کدھر کو جائے اور کیا کرے؟ اس نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی مُردے کی انگوٹھی دیکھی۔ یہ چاندی کی سفید انگوٹھی تھی جس میں سرخ رنگ کا ایک نگ جڑا ہوا تھا جو چمک رہا تھا۔ امجد نے سوچا کہ بھلا یہ انگوٹھی اس کی کیا مدد کر سکتی ہے اور اگر مدد کر سکتی ہے تو اسے آزما کر دیکھنا چاہیے۔

امجد نے انگوٹھی کو انگلی کے ساتھ زور سے رگڑا۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انگوٹھی کے رگڑتے ہی ایک دھماکہ ہوا۔ دھوئیں کا ایک گولا ابھرا۔ اور اس میں سے ہڈیوں کا ایک انسانی ڈھانچہ نمودار ہوا۔ امجد ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ ڈھانچے کا جبڑا ہلا اور آواز آئی۔

"تم نے کسی مصیبت میں پھنسے بغیر اس انگوٹھی کو رگڑ کر مجھے بلایا ہے۔ اب میں صرف تمہاری ایک خواہش پوری کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد یہ انگوٹھی بیکار ہو گی۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

امجد نے جھٹ کہا۔ "مجھے لاہور میرے گارڈن ٹاؤن والے گھر پہنچا دو۔"

انسانی پنجر نے کہا۔ "یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھے ناگ، عنبر یا ماریا کے پاس پہنچا دو۔"

انسانی پنجر بولا۔ "یہ لوگ صدیوں کے مسافر ہیں۔ تمہیں ان کے پاس پہنچانا بھی میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

امجد نے کہا۔ "تو پھر مجھے اڑنے والا قالین لا دو۔ جس پہ سوار ہو کر میں آسمانوں کی سیر کروں۔"

انسانی پنجر نے کہا۔ "ابھی لائے دیتا ہوں۔"

انسانی ڈھانچے نے ہڈیوں والا ہاتھ اوپر اٹھا کر فضا میں تین بار ہلایا۔ سرخ رنگ کا ایک قالین امجد کے سامنے آکر

زمین پر بچھ گیا۔

انسانی ڈھانچہ بولا۔

"اس پہ سوار ہو کر اسے کہو کہ اڑے۔ یہ اڑنے لگے گا۔ اس کے بعد تم اس کو اپنی مرضی سے زمین پہ نہیں اتار سکو گے۔ یہ جہاں اس کا دل چاہے گا اتر پڑے گا اور اس کے بعد اس کی اڑنے کی طاقت ختم ہو جائے گی۔"

امجد نے کہا۔ "آخر اس کا فائدہ کیا ہوا پھر؟"

انسانی پنجر بولا۔ "یہ تمہیں بلا ضرورت انگوٹھی کو رگڑنے کی سزا ملی ہے۔"

ایک اور دھماکہ ہوا اور انسانی پنجر غائب ہو گیا۔

امجد قالین پر سوار ہوا اور بولا۔

"اڑو۔"

قالین زمین پر سے اٹھا اور فضا میں بلند ہو کر ایک طرف اڑنے لگا۔ امجد نے الف لیلیٰ کی کہانیوں میں اڑنے والے قالین کا ذکر پڑھا تھا۔ آج وہ خود اس پر سوار ہو کر اس کی سیر کر رہا تھا۔ اسے بڑا مزہ آ رہا تھا۔ وہ اپنی ساری پریشانی بھول گیا اور ہوا میں اڑنے کا لطف اٹھانے لگا۔ وہ یہ بھی بھول گیا کہ خدا جانے قالین اسے کہاں اتار دے۔ اس کے نیچے صحرا گذر رہا تھا۔ پھر ایک دریا آیا۔ جس کے کنارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اونٹ پانی پی رہے تھے۔ ایک اونٹ والے نے امجد کے اڑنے والے قالین کو حیرانی سے دیکھا اور ڈر کے مارے اونٹوں کے پیچھے چھپ گیا۔ گھبراہٹ میں اس کی پگڑی گر پڑی۔

قالین کی رفتار کافی تیز تھی۔ امجد کے بال تیز ہوا میں اڑ رہے تھے۔ وہ قالین پر اوندھے منہ لیٹا تھا اور اور گردن اٹھا کر نیچے کا منظر دیکھ رہا تھا۔ قالین اب ایک جنگل پر سے گزر رہا تھا۔ پھر یہ جنگل بھی پیچھے رہ گیا اور ایک بہت چوڑا دریا آگیا۔ قالین دریا کے اوپر سے بھی گزر گیا۔ اب ایک میدان آگیا جو سیاہ کالی چٹانوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان چٹانوں کو دیکھ کر ہی خوف آتا تھا۔ پھر امجد کو دور ایک پرانے شہر کی چار دیواری نظر آئی۔

قالین آہستہ آہستہ نیچے آنے لگا۔ امجد سمجھ گیا کہ یہ قالین اسے اس شہر کے قریب اتار کر بیکار ہو جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ قالین شہر کی چار دیواری کے پاس ایک باغ میں آہستہ سے اتر آیا۔ امجد نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ سارا وقت ڈرتا رہا تھا کہ خدا جانے قالین میں کب خرابی پیدا ہو جائے اور وہ نیچے گر پڑے۔ امجد قالین سے اترنے لگا۔ تو اس نے یونہی آزمانے کے لئے اسے ایک بار پھر کہا۔

"اڑو۔"

مگر قالین اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ ہلا۔ وہ بیکار ہو چکا تھا۔ اس کا طلسم ختم ہو گیا تھا اور اب وہ محض قالین کا ایک ٹکڑا تھا۔ امجد نے اسے وہیں چھوڑا اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ باغ سے نکل کر ایک کچی سڑک شہر کے دروازے کو جاتی تھی۔ ایک گھوڑ سوار گھوڑا دوڑاتے اس کے قریب سے نکل گیا۔ اس نے گردن گھما کر امجد کے لباس کو حیرت سے دیکھا۔ امجد قدیم زمانے میں آگیا تھا۔ مگر لباس نے ۱۹۸۳ء کے زمانے کا پہن رکھا تھا۔ یعنی پتلون بشرٹ اور بوٹ۔

لوگ پرانے زمانے کا لباس پہنے گدھوں پر سامان رکھے شہر کے دروازے سے نکل بھی رہے تھے اور داخل بھی ہو رہے تھے۔ شام کا وقت تھا اور شہر کی دیوار کا سایہ لمبا ہو رہا تھا۔

امجد کے پاس اس ملک کا کوئی پیسہ دھیلا نہیں تھا۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ یہ ملک کونسا ہے اور شہر کونسا ہے۔ اسے بھوک لگ رہی تھی۔ وہ ان لوگوں کی زبان بھی نہیں جانتا تھا۔ شوق ہی شوق میں وہ عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ حالانکہ قبر والے مُردے اور پھر انگوٹھی والے انسانی پنجر کی زبان وہ بڑی آسانی سے سمجھ گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ دعا کرنے لگا کہ اس شہر کے لوگ بھی وہی مُردے والی زبان بولتے ہوں۔

اس نے آزمائش کے طور پر شہر کے دروازے کے پاس پہنچ کر ایک آدمی سے اسی مُردے والی زبان میں پوچھا۔

"یہ کونسا شہر ہے؟"

اس آدمی نے سب سے پہلے حیرانی سے امجد کے کپڑوں کو دیکھا اور پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس ملک سے آئے ہو؟"

امجد بڑا خوش ہوا۔ یہ آدمی مُردے والی زبان بول رہا تھا جو امجد کی سمجھ میں آ رہی تھی اور وہ خود بھی یہ زبان بولنے کی طاقت محسوس کر رہا تھا۔

امجد نے کہا۔ "میں بہت دُور کے ایک ملک سے آیا ہوں اور میرا نام امجد ہے۔"

وہاں اور لوگ بھی جمع ہو گئے جو تعجب بھری نظروں سے امجد کو دیکھنے لگے۔

امجد نے کہا۔ "میں مسافر ہوں۔ بڑی دور سے آیا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ یہ ملک کونسا ہے؟ یہ شہر کونسا ہے؟"

ایک آدمی نے کہا۔ "برخوردار! یہ شہر بعلبک ہے اور تم ملک فارس میں ہو۔"

لایا اور بولا۔

"مہمانِ معزز! تشریف لے چلئے۔ حویلی کا مالک آپ کا انتظار کر رہا ہے۔"

امجد خوشی خوشی حبشی غلام کے ساتھ چل پڑا۔ وہ امجد کو لے کر حویلی کی دوسری منزل میں آ گیا۔ یہاں ایک موٹی گردن اور مُنڈے ہوئے سر والا آدمی ریشمی لباس پہنے قالین پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے امجد کو گھور کر سر سے پاؤں تک ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کوئی قصائی بکرے کو دیکھتا ہے۔ پھر مسکرایا اور بولا۔

"میری حویلی میں نوبت بجا کر آنا مبارک ہو۔ مجھے ہامان شیخ کہتے ہیں۔ جاؤ اعلیٰ کھانا کھاؤ۔"

حبشی غلام امجد کو ساتھ والے کمرے میں لے گیا۔ جہاں دسترخوان بچھا تھا۔ جس پر قسم قسم کے کھانے سجے ہوئے تھے۔ امجد نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ پھر نہا کر اس زمانے کے مطابق نئے کپڑے پہنے۔ سر پر ریشمی صافہ باندھا اور بولا۔

"مجھے سو دینار کب ملیں گے؟"

حبشی غلام بولا۔ "اس کا فیصلہ مالک کرے گا۔"

امجد نے کہا۔ "اس میں فیصلہ کرنے کی کیا بات ہے۔ دروازے کی تختی پر تو یہی لکھا ہے کہ کھانا کھلایا جائے گا۔ عمدہ لباس

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملے گا اور سو دینار دیئے جائیں گے۔"

حبشی غلام نے کہا۔" یہ بات مالک سے کرنا۔"

امجد کو دوبارہ ہامان شیخ کے روبرو پیش کیا گیا۔ امجد نے دیکھا کہ اس کے آگے قالین پر شطرنج بچھی ہوئی تھی۔ امجد کو شطرنج کھیلنے کا بڑا شوق تھا۔ اس نے ہامان شیخ سے سو دینار کی بات کی تو وہ مسکرا کر بولا۔

"برخوردار! پہلے میرے ساتھ شطرنج کھیلو۔ اگر جیت گئے تو سو دینار انعام ملیں گے۔"

"اور اگر ہار گیا؟" امجد نے پوچھا۔

شیخ ہامان بولا۔" اگر ہار گئے تو دیکھا جائے گا۔ آؤ شطرنج کھیلنا شروع کرو۔"

امجد نے بھی شطرنج کے شوق میں زیادہ بات نہ کی اور شطرنج کھیلنے لگا۔ امجد کے مقابلے میں ہامان شیخ شطرنج کا زبردست کھلاڑی تھا۔ اس نے دس منٹ کے اندر ہی امجد کو مات دے دی اور وہ بازی ہار گیا۔ ہامان شیخ نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے برخوردار!"

امجد نے کہا۔" امجد۔"

ہامان شیخ کہنے لگا۔" برخوردار امجد! تم میرے ساتھ شطرنج کی بازی ہار گئے ہو۔ اب میرے معاہدے کے مطابق تم میرے

غلام ہو اور اب جب تک میں خود تمہیں آزاد نہ کروں تم ساری زندگی میرے کھیتوں پر کام کرو گے۔

امجد کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ بڑا سٹپٹایا۔

"میں نے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔"

شیخ ہامان نے حبشی غلام کو اشارہ کیا۔ اس نے ایک زوردار مکا امجد کی گردن پر مارا۔ امجد چکرا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ حبشی غلام نے اسے اٹھایا اور حویلی کے تہہ خانے میں لے گیا۔ جہاں سے ایک چھکڑے میں ڈال کر اسے شیخ ہامان کے انگور کے کھیتوں میں پہنچا دیا گیا۔ امجد کو ہوش آیا تو وہ ایک اجاڑ اور ویران علاقے میں انگور کے ایک بہت بڑے کھیت میں تھا۔ اس کی ایک ٹانگ میں زنجیر بندھی ہوئی تھی اور ایک سیاہ فام دیو نما حبشی ہنٹر لیے اس کے سر پہ کھڑا تھا۔

"چلو۔ کام کرو۔"

اس نے زور سے ہنٹر امجد کی پیٹھ پر مارا۔ امجد تڑپ اٹھا۔ وہ بے بس تھا۔ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ مجبوراً دوسرے غلاموں کے ساتھ مل کر پھاوڑے سے کھیتوں میں مٹی کھودنے لگا۔

اب امجد کو ہم ہامان شیخ کے غلام باڑے میں چھوڑتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے ماریا کی طرف چلتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ جب وہ ملکہ بابل کے روپ میں گردن کٹوانے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد شاہی محل سے نکلی تو اس کے ساتھ کیا گزری اور وہ کہاں گئی۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر اور ناگ بھی ماریا کی تلاش میں دریا کنارے سفر کر رہے ہیں۔ ان کے پاس ہم ماریا کے حالات معلوم کرنے کے بعد جائیں گے۔ اس وقت ہم ماریا کے پاس چلتے ہیں۔

ماریا ملکہ بابل کے روپ میں شاہی محل میں آ گئی تھی۔ کیونکہ اس نے چاہ بابل کے تہہ خانے میں سانپوں کے صندوق میں بند ملکہ بابل کی لاش کی کھوپڑی پر رکھے ہوئے سونے کے تاج کو اپنے سر پر رکھنے کی غلطی کی تھی۔ جس کی سزا اسے یہ ملی کہ وہ ملکہ بابل بن کر ڈھائی ہزار برس پہلے کے زمانے میں پہنچ گئی۔ وہ بھی ملکہ بابل کی طرح ظلم کرنے لگی۔ ایک روز رعایا نے بغاوت کر دی اور وزیر اعظم نے رعایا کی شہہ پا کر ملکہ بابل کی گردن کٹوا دی۔ ماریا کو جھٹکا لگا۔ ملکہ بابل کی تو گردن کٹ گئی اور ماریا اس کے مردہ جسم سے نکل کر باہر آ گئی۔ وہ پھر سے ماریا کے اصل روپ میں آ گئی تھی اور اپنے اصلی روپ میں آ جانے پر وہ بار بار خداوند کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔

اب وہ عنبر اور ناگ کی کھوج میں نکل کھڑی ہوئی۔ کیونکہ اسے ملکہ بابل کے شاہی محل سے کوئی سروکار نہیں تھا اور

نہ وہ کسی سے اپنے قتل کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ قتل ایک ملکہ ہوئی تھی جو ظالم تھی۔ ماریا قتل نہیں ہوئی تھی بلکہ ماریا تو ملکہ کے قتل ہونے سے دوبارہ زندہ ہو گئی تھی۔

ماریا دریا کے کنارے چلی جا رہی تھی۔

دن کافی نکل آیا تھا۔ چاروں طرف روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ دوسرا کنارا صاف نظر آ رہا تھا۔ جہاں کہیں کہیں کھجور اور زیتون کے درخت اُگے ہوئے تھے۔ دریا کی لہریں خاموشی سے بہہ رہی تھیں۔ آس پاس کوئی انسان دکھائی نہ دیتا تھا۔ دُور ریت کے ایک ٹیلے کے قریب سے اونٹوں کی ایک قطار گزر رہی تھی۔ کافی دُور آگے جانے کے بعد دریا ایک طرف گھوم گیا۔ ماریا کو دریا کے ساتھ ساتھ سفر کرتے شام ہو گئی۔ کہیں کوئی شہر یا کسی دیہات کی آبادی دکھائی نہ دی۔ ماریا کے تھکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سورج غروب ہو گیا تھا اور اب دریا دو پہاڑوں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ ماریا ایک پہاڑی کے دامن میں بنے ہوئے پتھروں کے ایک مکان میں آ گئی جو بالکل ویران تھا۔ یہ مکان تو نہیں بلکہ اصطبل سا تھا جس میں شاید کبھی اونٹ یا گھوڑے باندھے جاتے تھے۔ اب اس کی دیواریں کئی جگہوں سے ٹوٹ پھوٹ رہی تھیں۔ جب رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا تو ماریا نے دیکھا کہ دریا

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے کنارے پتھروں میں جگہ جگہ کوئی شے زرد سونے کی طرح چمک رہی ہے اور اس میں سے کسی وقت نیلی شعاعیں بھی نکلنے لگتی ہیں۔ ماریا دریا کے کنارے گئی تو دیکھا کہ وہ چھوٹے چھوٹے پتھروں کے ٹکڑے تھے جن میں سے زرد اور نیلی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ دریا کے کنارے دُور تک زمین کی پٹی سونے کی طرح چمک رہی تھی۔ ماریا نہ سمجھ سکی کہ یہ کونسی دھات ہے۔ پہلے وہ سمجھی کہ یہ سونا ہوگا۔ مگر سونے میں سے نیلی شعاعیں نہیں نکلا کرتیں۔ دوسرے ماریا کو سونے یا اس قسم کی پُراسرار یا قیمتی دھاتوں سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ وہ واپس اصطبل میں آکر گھاس پھونس پر لیٹ گئی وہ تھکی نہیں تھی بلکہ چلتے چلتے تنگ آگئی تھی۔ اب وہ یہ چاہتی تھی کہ رات اس مکان یا اصطبل میں آرام کرے اور اگلے دن پھر عنبر اور ناگ کی تلاش میں وہاں سے روانہ ہو۔

رات آدھی سے زیادہ گذر گئی تھی۔ باہر بڑا گھُپ اندھیرا تھا۔ دریا کی لہروں کی ہلکی ہلکی آواز ماریا کو اندر بھی سنائی دے رہی تھی۔ ماریا کو نیند نہیں آرہی تھی لیکن اس نے یونہی آنکھیں بند کرلیں اور ناگ و عنبر کے بارے میں سوچنے لگی۔ ان دونوں ساتھیوں سے ملے ماریا کو کافی دن گذر گئے تھے۔ یہی سوچتے سوچتے ایک

بار اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے باہر سے آنے والی ایک آواز پر کان لگا دیئے۔ یہ آواز دریا کی لہروں کی آوازے بالکل الگ تھی۔ ماریا غور سے سننے لگی۔ آواز قریب آرہی تھی۔ یہ ایسی آواز تھی جیسے کسی پہاڑ سے آبشار گر رہی ہو اور وہ آہستہ آہستہ قریب آرہی ہو۔ پھر یہ آواز ایک جگہ پر آکر رُک گئی۔ ماریا کو اصطبل کے باہر جامنی رنگ کی روشنی پھیلتی نظر آئی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر اصطبل کے دروازے پر آگئی۔

اس نے باہر آدھی رات کی تاریکی میں ایک بہت بڑی گول چیز کو آہستہ آہستہ دائیں سے بائیں طرف گھومتے دیکھا۔ یہ ذرا ٹیڑھی تھی اور زمین سے پچاس فٹ کے قریب بلند ہوا میں کھڑی تھی۔ اس کے پیندے میں گول دائرے میں کاسنی رنگ کی روشنیاں پھوٹ رہی تھیں۔ گول کناروں پر چار جگہوں سے نیلی سرخ اور نارنجی روشنی کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ کوئی خلائی جہاز ہے جسے لوگ اُڑن طشتری بھی کہتے ہیں اور کسی دور دراز سیارے سے نکل کر وہاں آیا ہے۔ مگر وہ کس لئے آیا ہے؟ ماریا خاموش کھڑی اُڑن طشتری میں سے کسی انوکھی مخلوق کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چوکور آنکھوں والی مخلوق

خلائی جہاز کے نیچے سے ایک سیڑھی باہر نکلی۔

پھر تین آدمی جنہوں نے چاندی کے رنگ کے چمکیلے خلائی سوٹ پہن رکھے تھے باہر نکل کر زمین پر اُتر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں سفید پلاسٹک کی ٹوکریاں سی تھیں۔ دریا کنارے پتھروں میں جو سونے کے رنگ کے سنہری کنکر اور سنگریزے چمک رہے تھے انہیں مشین کے ذریعے اکٹھے کرنے لگے۔ ماریا اصطبل سے نکل کر خلائی جہاز کے نزدیک آ گئی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ خلائی لوگ کس سیارے کی مخلوق ہیں اور کہیں یہ لوگ دنیا کے لوگوں کو تباہ کرنے کا ارادہ لے کر تو نہیں آئے۔ کیونکہ ماریا نے دیکھا تھا کہ یہ خلائی مخلوق جو بالکل دنیا کے انسانوں کی طرح تھے اپنی جیبوں سے کچھ نکال نکال کر زمین میں دباتے بھی جاتے تھے۔

ماریا خلائی جہاز کی سیڑھی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

خلائی سوٹ والے آدمی ایک دوسرے سے وائرلیس پر کسی وقت بات بھی کر لیتے تھے۔ وہ صرف ایک دوسرے سے یہی بات کرتے کہ وقت کافی ہو گیا ہے۔ اب ہمیں واپس جانا چاہئے۔ ماریا نے سُن رکھا تھا کہ اس دنیا میں ہزاروں برس پہلے بھی آسمان سے خلائی مخلوق اڑن طشتریوں کی مدد سے زمین پر اترا کرتی تھی اور اس مخلوق نے کئی قدیم شہروں کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

خلائی آدمی ایک ایک کر کے خلائی جہاز میں واپس جانے لگے۔ جب آخری خلائی آدمی بھی جہاز میں چلا گیا اور ایلومینیم کی سیڑھی اُوپر جانے لگی تو ماریا کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اڑن طشتری میں جا کر معلوم کرے کہ یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ سیڑھی اوپر تک جا چکی تھی کہ ماریا زمین پر سے زور سے اچھلی۔ ہوا میں اڑی اور اس نے سیڑھی کو پکڑ لیا۔ سیڑھی اسے لے کر اڑن طشتری کے اندر چلی گئی۔

یہ اڑن طشتری اندر سے ایک بہت بڑا خلائی جہاز تھا جس کی گول دیوار پہ جگہ جگہ کمپیوٹر اور ڈائیل لگے ہوئے تھے۔ ماریا نے اس سے پہلے بھی اڑن طشتری دیکھی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانوں کی طرح تھے اور ایسی زبان میں باتیں کرتے تھے جو یورپ، امریکہ اور روس کے علاقوں میں بولی جاتی تھی۔ ماریا ایک گول میز کے پاس رکھی ہوئی گول چاندی ایسی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی اڑن طشتری میں خطرے کا الارم چیخ اٹھا۔ اڑن طشتری میں افراتفری مچ گئی۔ سارے خلا باز ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ دروازے کھلنے اور بند ہونے لگے۔

وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ اڑن طشتری یا خلائی جہاز میں کوئی اجنبی داخل ہو گیا ہے۔ اصل میں ماریا کے کرسی پر بیٹھنے سے اس کے غیبی جسم سے نکلنے والی شعاعوں نے خطرے کے الارم کو بجا دیا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ لوگ اسے تلاش کر رہے ہیں مگر وہ اسے کبھی تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ماریا انہیں نظر نہیں آتی تھی۔ وہ راڈار اور کمپیوٹر کی شعاعوں سے ماریا کا سراغ لگانے کی کوشش کرنے لگے مگر ناکام رہے۔

اڑن طشتری بڑی زبردست رفتار کے ساتھ تاروں بھرے آسمان میں اڑی چلی جا رہی تھی۔ زمین سے اڑن طشتری کے اٹھنے سے تھوڑی دیر بعد وہ ہائیڈروجن بم پھٹ گئے تھے جو انہوں نے دریا کنارے زمین میں دبائے تھے۔ ان بموں سے دریا کا پانی اُبلنے لگا تھا اور قریبی شہر کے مکان اور لوگ

سخت گرمی کی وجہ سے بھاپ بن کر فضا میں اڑ گئے تھے۔

ماریا نے اس تباہی کو اڑن طشتری کی کھڑکی میں سے دیکھ لیا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان ظالم لوگوں سے اس ظلم کا ضرور بدلہ لے گی۔ اڑن طشتری فضا میں اڑی جا رہی تھی۔ مگر وہ خلا میں نہیں پہنچی تھی۔ بلکہ زمین سے اسی ہزار فٹ کی بلندی پر گردش کر رہی تھی۔

خلائی مخلوق جہاز کے اندر برابر ماریا کو تلاش کر رہی تھی ماریا ان کے ہاتھ نہیں آ رہی تھی۔ وہ ان کے راڈار کی شعاعوں کی پہنچ سے باہر تھی۔

خلائی اڑن طشتری میں گھومتے پھرتے ماریا کی نگاہ ایک چھوٹے سے خلائی جہاز پر پڑی۔ یہ جہاز ہنگامی حالات یا مصیبت کے وقت اڑن طشتری سے باہر نکلنے کے لئے تھے۔ یہ ایک بند گول کمرے میں رکھا ہوا تھا۔ ماریا دیوار میں سے نکل کر اڑن طشتری کے انجن روم میں آ گئی۔ یہاں انجن ایٹمی توانائی سے چل رہے تھے اور جگہ جگہ لال بلب جل رہے تھے۔ اڑن طشتری کی رفتار ایکدم تیز ہو گئی۔ ماریا نے کھڑکی کے گول شیشے میں سے باہر دیکھا۔ طشتری خلاء میں جا رہی تھی۔ ماریا کیپٹن کے کمرے میں آ گئی یہ معلوم کرنے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لئے کہ یہ لوگ کس مشن پہ جا رہے ہیں اور ان کا زمین پر اترنے سے مقصد کیا تھا۔

اس کے اندر آتے ہی اس کی غیبی شعاعوں کی وجہ سے خطرے کا الارم ایک بار پھر چیخ اٹھا۔ کیپٹن اور دوسرے خلا باز ایکدم سے اچھل پڑے اور وہ چھوٹے چھوٹے راڈاروں والے آلات نکال کر کمرے میں تیزی سے گھوم پھر کر یہ جانچ کرنے لگے کہ یہ شعاعیں کہاں سے نکل رہی ہیں۔ مگر ان کے آلات ماریا کے جسم سے نکلنے والی شعاعوں تک نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ کمرے میں جو کاسمک شعاعیں چکر لگا رہی تھیں انہوں نے ماریا کا سراغ لگا لیا تھا۔

ماریا گول کھڑکی کے پاس آ گئی۔ اس نے باہر دیکھا۔ اڑن طشتری ستاروں کے قریب سے ہو کر گزر رہی تھی۔ پھر اس نے ایک بہت بڑے سیارے کا ایک چکر لگایا جس کی سطح پر لاوا اُبل رہا تھا اور اس کے چھینٹے کئی کئی لاکھ میل اوپر تک جا رہے تھے۔

اڑن طشتری اب ایک دوسرے سیارے کی طرف روانہ ہو گئی۔ ماریا اب اس طشتری سے واپس اپنی زمین پر جانا چاہتی تھی مگر جانے سے پہلے وہ اس اڑن طشتری کو تباہ کر دینا چاہتی تھی تاکہ یہ لوگ پھر دنیا کے بے گناہ معصوم لوگوں کی کسی

بستی کو تباہ و برباد نہ کر سکیں۔ ماریا نے ساری اڑن طشتری میں گھوم پھر کر دیکھ لیا تھا۔ صرف انجن روم کے ساتھ والے چھوٹے سے کمرے میں ایٹمی پلانٹ لگا ہوا تھا۔ جس کے ری ایکٹر میں سوئی سرخ نشان سے بہت پیچھے نظر آ رہی تھی۔ اس سوئی کو خطرے کے سرخ نشان تک لے جانا ماریا کے بس میں نہیں تھا۔ کافی جانچ پڑتال کے بعد ماریا نے ایک جگہ ایک چھوٹی سی شیشے کی ٹیوب کو دیکھا جس میں آرسنک ایسڈ بھرا ہوا تھا۔ ماریا جانتی تھی کہ اگر یہ خوفناک تیزاب ایٹمی توانائی خارج کرنے والے ری ایکٹر پر ڈال دیا جائے تو وہ ایٹم بم کی طرح پھٹ جائے گا۔

ماریا نے ٹیوب کو ایٹمی ری ایکٹر سے تھوڑے فاصلے پر رکھ کر اسے توڑ دیا۔ ٹیوب کے اندر سے تیزاب آہستہ آہستہ نکل کر ایٹمی ری ایکٹر کی طرف بہنے لگا۔ یہ تیزاب کوئی دو منٹ کے بعد ری ایکٹر تک پہنچنے والا تھا۔ ماریا لپک کر کمرے سے باہر نکلی اور دیواروں کے بیچ سے گزرتی ہوئی اس گول کمرے میں آ گئی جہاں ہنگامی حالات میں زمین پر اترنے والا چھوٹا خلائی جہاز موجود تھا۔ ماریا اس میں بیٹھ گئی اور شیشے کا گول ڈھکنا بند کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ یہ ہنگامی خلائی جہاز تھا جو ایک منٹ کے اندر اندر دیوار

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سوراخ میں سے شوٹ کرتا ہوا باہر نکلا اور اڑن طشتری سے ایک دم ہزاروں گز دور ہو گیا۔ خلائی جہاز کے نکلتے ہی اڑن طشتری میں سب کو خبر ہو گئی کہ جو اجنبی طشتری میں داخل ہوا تھا وہ فرار ہو گیا ہے۔

خلا بازوں نے ماریا کی اڑن طشتری پر لیزر شعاعوں کی گنوں سے حملہ کر دیا۔ مگر اب وقت گزر گیا تھا۔ تیزاب ایٹمی ری ایکٹر تک پہنچ گیا تھا۔ ماریا اڑن طشتری سے کئی میل دور جا چکی تھی کہ ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور خلا میں اڑن طشتری کے ٹکڑے پگھل پگھل کر بھاپ بن کر اڑ گئے۔

ماریا کا خلائی جہاز محفوظ رہا۔ اگر وہ اڑن طشتری سے اتنی دور نہ ہوتی تو اس کا جہاز بھی شدید گرمی کی وجہ سے بھاپ بن کر اڑ گیا ہوتا۔ ماریا نے خلائی جہاز کا رُخ زمین کے سیارے کی طرف کر دیا۔ اسے ایک ہی ڈر تھا کہ وہ خلا میں ایک چکر لگا آئی ہے۔ خلا میں ایک چکر لگانے میں اسے صرف دس منٹ لگے تھے مگر خدا جانے زمین پر کتنے سال گزر گئے ہوں۔ لیکن جب ماریا کا خلائی جہاز زمین پر ایک جگہ پہاڑیوں میں اترا تو ماریا کو رات کے اندھیرے میں کچھ فاصلے پر کسی وائرلیس سٹیشن کے ایریل کی نیلی روشنی جلتی بجھتی نظر آئی۔ اس کا مطلب

یہ تھا کہ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا اور وہ دنیا پر بیسویں صدی میں ہی واپس آ گئی تھی۔ ابھی تک دنیا پر وائرلیس کا طریقہ عام تھا۔

لیکن اس کے خلا میں آنے جانے سے زمین پر سترہ برس گزر گئے تھے اور زمین پر ۱۹۸۳ء نہیں بلکہ سن ۲۰۰۰ء جا رہا تھا۔ دنیا بڑی ترقی کر گئی تھی۔ موٹر کاروں کی جگہ اب لوگ زیادہ تر چھوٹے چھوٹے ہیلی کاپٹروں میں بیٹھ کر اپنے دفتروں کو جاتے تھے اور ہوائی جہاز بسوں کی طرح ہوا میں چوبیس گھنٹے اڑتے رہتے تھے۔ ماریا پہاڑیوں میں سے نکل کر ایک بہت چوڑی سڑک پر آ گئی۔ جس پر روشنیاں لگی تھیں۔ ایک بہت بڑا ٹرک وہاں سے گزرا تو ماریا اُچھل کر اس پر سوار ہو گئی۔ ٹرک ڈرائیور کے ساتھ ایک گورے رنگ کا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ان کی باتوں سے ماریا کو پتہ چلا کہ وہ یورپ کے ملک جرمنی کے ایک شہر میں اتر آئی ہے۔ ان دونوں کی باتوں سے ماریا کو یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا تیسری ایٹمی جنگ کے کنارے پر کھڑی ہے اور اس خوفناک ایٹمی جنگ کی وجہ سے دنیا کسی وقت بھی تباہ ہو سکتی ہے۔ اس ٹرک نے ماریا کو جرمنی کے اس شہر کی ایک عالی شان

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلڈنگ کے سامنے پہنچا دیا۔ یہ بلڈنگ تکونی شکل کی تھی اور اس کی کئی سو منزلیں تھیں۔ سن ۲۰۰۰ء کی عمارتیں سڑکیں اور مکان سن ۱۹۸۳ء سے بہت ہی مختلف اور ماڈرن ہو گئی تھیں۔

یہ بلڈنگ مشرقی جرمنی کا دفترِ جنگ تھا اور اس کے ایک کمرے میں ایٹمی جنگ کے سلسلے میں بڑی اہم میٹنگ ہو رہی تھی۔ اس کمرے میں کئی رنگوں کے ٹیلی فون رکھے تھے۔ اور جنگی افسر سر جھکائے پریشان بیٹھے تھے۔ وہ بار بار دیوار پر لگی بڑی سکرین کو تک رہے تھے جس پر امریکہ کے بڑے بڑے شہروں کی تصویریں بار بار آ رہی تھیں۔ اچانک سرخ رنگ کے فون کی بتی جلنے بجھنے لگی۔ وہاں افراتفری سی مچ گئی۔ سفید بالوں والے آفیسر نے ریسیور اٹھا کر کانوں کے ساتھ لگایا ہی تھا کہ اس کا رنگ زرد ہو گیا اور ریسیور اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

"حضرات! تیسری ایٹمی جنگ شروع ہو گئی ہے۔"

اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کی طرف کسی نے دھیان نہ دیا۔ سب کی نظریں سکرین پر جم گئیں۔ سکرین پر نیو یارک شہر کی تصویر آئی ہوئی تھی۔ اچانک نیو یارک کا آسمان

سرخ ہو گیا۔ ایک راکٹ سرخ آگ چھوڑتا اس کے اوپر گرا اور نیو یارک شہر کی اونچی اونچی عمارتیں ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں پہلے سرخ انگارہ بنیں۔ پھر پگھل کر پانی بن گئیں اور پھر بھاپ اور گیس بن کر اڑ گئیں۔ ایک سیکنڈ پہلے جہاں دنیا کا سب سے عظیم الشان شہر نیو یارک آباد تھا وہاں اب ویران میدان۔ جس میں جگہ جگہ گڑھے پڑ گئے تھے اور وہاں سے بھاپ خارج ہو رہی تھی۔

وہاں کھڑے لوگ خوف زدہ چہروں سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ تقریباً دو کروڑ لوگ ایک سیکنڈ میں مر گئے تھے۔ سکرین پر واشنگٹن شہر کو دیکھا گیا کہ اس کا کیا حال ہے واشنگٹن شہر کی جگہ اب ایک تباہ و برباد اونچا نیچا میدان باقی رہ گیا تھا۔ جہاں بڑے بڑے گڑھے پڑ گئے تھے اور ان میں سے گرم بھاپ نکل رہی تھی۔ دوسرے ایٹمی راکٹ نے واشنگٹن کو بھی نیست و نابود کر دیا تھا۔

"مائی گاڈ! یہ کیا ہو گیا۔ اب ہماری باری ہے۔ ماسکو دیکھو۔ ماسکو دیکھو۔"

ایک آدمی چلایا۔ سکرین پر ماسکو کی سوئی لگا دی گئی۔ ماسکو شہر کا بھی نام و نشان مٹ چکا تھا اور روس کے تمام بڑے بڑے شہروں کی جگہ سوائے ویران میدانوں کے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ باقی نہیں بچا تھا۔

ماریا یہ تباہی چپ چاپ کھڑی دیکھ رہی تھی۔ انسان نے انسان کو ہمیشہ کے لئے تباہ کرنے کا کام شروع کر دیا تھا۔

پھر ایک دھماکہ ہوا۔ سرخ روشنی کا بے انتہا تیز جھپاکا چمکا اور دوسرے لمحے ماریا اُچھل کر فضا میں کئی فٹ بلند ہو گئی۔ وہ ہوا میں اُڑتی ہوئی مشرقی جرمنی کے اس شہر کے دفترِ جنگ کی بلڈنگ سے کئی سو فٹ دور جا پڑی۔ جب وہ اٹھی تو اس کو اپنے ارد گرد سوائے آگ کے شعلوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیا۔ وہ بڑی مشکل سے ان شعلوں سے باہر نکلی۔ مشرقی جرمنی کا یہ سب سے بڑا شہر راکھ کا ڈھیر بن گیا تھا۔ وہاں سوائے زمین کے گڑھوں سے خارج ہونے والی گرم بھاپ کے اور کچھ نہ تھا۔

ماریا زمین پر ایک طرف بھاگی اور پھر پوری طاقت کے ساتھ زمین پر سے ہوا میں اچھلی اور زمین سے پچاس فٹ اوپر جا کر ہوا میں تیرنے لگی۔ بہت دور جانے کے بعد ذرا دھند کم ہوئی تو اس نے نیچے دیکھا۔ نیچے زمین بنجر اور ویران تھی دریا کا پانی گرم ہو کر کھول رہا تھا۔ درخت جل کر سیاہ راکھ میں بدل گئے تھے۔ وہ فضا میں اڑتی چلی گئی۔ دُور

دُور تک اسے خوبصورت یورپ کا کوئی شہر زندہ سلامت دکھائی نہ دیا۔ ایٹمی راکٹوں نے انسانوں، عمارتوں، پلوں اور دریاؤں کے نام و نشان تک مٹا دیئے تھے۔ دریا گرم ہو کر کھولنے کے بعد بھاپ بن بن کر اڑ رہے تھے۔ چشمے سوکھ گئے تھے۔

ماریا سمندر کے اوپر آ گئی۔ سمندر کا پانی بھی کھول رہا تھا اور فضا میں بادلوں کی چھت پڑ گئی تھی۔ یہ بادل سخت گرم تھے۔ آسمان پر دور دور تک کوئی پرندہ بھی اڑتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہائیڈروجن بموں کی تپش سے ستر ہزار فٹ کی بلندی تک تمام پرندے جل کر بھاپ بن گئے تھے۔

ماریا ہوا میں اڑتی چلی گئی۔ آسمان بھاپ کے بادلوں میں چھپ گیا تھا۔ سورج کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ سارا دن اور ساری رات ہوا میں اڑنے کے بعد ماریا مشرقِ وسطیٰ کے ایک ملک میں آ گئی۔ یہاں بھی تیسری ایٹمی جنگ نے تباہی پھیلا رکھی تھی۔ شہر راکھ بن چکے تھے۔ ماریا اڑتی چلی گئی۔ وہ مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے اوپر آئی تو اس نے دیکھا کہ قاہرہ شہر کی عمارتیں اسی طرح کھڑی ہیں۔ مگر وہاں سڑکوں، گلیوں اور مکانوں میں کوئی انسان دکھائی نہیں دے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا۔ اس شہر پر تیسری ایٹمی جنگ کے دوران ایک ایسا بم مارا گیا تھا جس سے عمارتوں کو نقصان نہیں پہنچا۔ مگر انسانوں، جانوروں اور پرندوں کو تیز گرمی کی وجہ سے بھاپ بنا کر ہوا میں اڑا دیتا ہے۔ ماریا اس شہر کی ایک اونچی بلڈنگ کی چھت پر اتر گئی۔ اس کے پیر ابھی بلڈنگ کی چھت پر لگے ہی تھے کہ تیز روشنی کا ایک شیشہ سا اس کی آنکھوں کے آگے چمک گیا۔ ماریا کی آنکھیں اپنے آپ بند ہو گئیں۔ اور اس کا جسم جیسے گرم بھاپ کی آندھی میں تنکے کی طرح ہوا میں بلند ہو کر کئی فرلانگ دور جا گرا۔

اس نے زمین پر سے اٹھ کر دیکھا تو اتنے بڑے شہر کی عمارتیں موم کی طرح پگھل کر پانی بن کر زمین کے ساتھ لگ چکی تھیں اور شہر کے درمیان سے سرخ بادل ایک چھتری کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ اس شہر پر یہ ایٹم بم گرا تھا۔

ماریا کو شدید گرمی کا احساس ہوا۔ وہ ایک طرف کو بھاگی۔ سامنے ایک ٹیلے کے پتھر اور ریت دلدل بن کر ابل رہی تھی۔ ماریا ایک بار پھر زور لگا کر اچھلی اور اڑتی ہوئی شہر سے کافی فاصلے پر صحرا میں اتر گئی۔ ایٹم بم کی تابکاری نے یہاں تک پرندوں اور مویشیوں اور انسانوں کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ کچھ فاصلے پر ابوالہول کا جو بہت بڑا بت کھڑا ہوا

کرتا تھا وہ بھی راکھ کا ڈھیر بن گیا تھا۔

ماریا کو دور اہرام مصر کے تکونے ٹیلے دکھائی دیئے۔ وہ ہوا میں تیرتی ہوئی ٹیلوں کے پاس آ گئی۔ یہاں کبھی اسوان ڈیم کا پانی موجیں مارتا دریائے نیل کی طرف بہا کرتا تھا۔ دریائے نیل کا پانی بھاپ بن کر پہلے ہی اڑ گیا تھا۔ اسوان ڈیم تباہ ہو چکا تھا اور اس کا پانی کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس کی جگہ ایک بہت بڑا گہرا گڑھا بن گیا تھا۔ جس کے اندر مردہ مچھلیوں کے ڈھیروں کے ڈھیر پڑے تھے۔

اس ہولناک تباہی سے اگر کوئی چیز سلامت رہی تھی تو وہ اہرام مصر تھے جو اسی طرح کھڑے تھے۔ شاید اس وجہ سے کہ ایٹم بم ان سے کافی فاصلے پر پھٹا تھا۔ ماریا ان اہرام سے اچھی طرح واقف تھی۔

آج سے چار ہزار سال پہلے یہ اہرام باری باری اس کی اور عنبر کی آنکھوں کے سامنے بنے تھے۔ ان میں سب سے بڑا اہرام ملکہ نفریتی کا اہرام تھا جس کے اندر ملکہ نفریتی اور اس کے خاوند فرعون توتخ آمون کی حنوط کی ہوئی لاش ہوا کرتی تھی۔ پھر یہ لاشیں یہاں سے نکال کر پیرس اور لندن کے عجائب گھروں میں لے جائی گئیں اور تیسری ایٹمی جنگ میں پیرس اور لندن کا بھی نام و نشان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باقی نہیں رہا تھا اور مصر کی اس قدیم ملکہ اور فرعون کی لاشیں بھی ہائیڈروجن بموں کی قیامت کی تپش میں جل کر بھاپ بن گئی تھیں۔

اہرام کا دروازہ ایٹم بم کے دھماکے سے ٹوٹ کر گر چکا تھا۔ اس کے بڑے بڑے چوکور پتھر ایک دوسرے کے اوپر گرے پڑے تھے۔ ماریا اہرام کے اندر داخل ہو گئی۔ اسے بے اختیار عنبر اور ناگ کی یاد آ گئی۔ خدا جانے وہ کہاں ہوں گے۔ سب سے زیادہ فکر اسے ناگ کی تھی۔ کیونکہ ناگ ایٹم بم کی تباہی سے ہلاک ہو سکتا تھا۔ وہ دعا مانگنے لگی کہ ناگ سن ۲۰۰۰ء میں نہ ہو بلکہ اس سے پہلے کے کسی زمانے میں نکل چکا ہو۔ ویسے اس کی دعا پہلے ہی قبول ہو چکی تھی اور ناگ اور عنبر ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں دریائے فرات کی وادی سے نکل کر یمن کے علاقے میں داخل ہو گئے تھے۔ وہ ماریا کی تلاش میں تھے اور ان میں سے کسی کو خبر نہیں تھی کہ ماریا ۱۹۸۲ء کے زمانے سے بھی آگے کے زمانے میں نکل کر تیسری عالمگیر ایٹمی جنگ میں ہونے والی دنیا کی تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

اہرام کے اندر اندھیرا تھا۔ صرف ٹوٹے ہوئے دروازے کی ہلکی روشنی کچھ دور تک ماریا کے ساتھ آئی۔ پھر وہ بھی

پیچھے رہ گئی۔ مگر ماریا اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ ایٹم بم کی تابکاری کا اثر یہاں اہرام کے اندر تک بھی آیا ہوا تھا۔ ماریا نے دو خرگوشوں کو مرے ہوئے دیکھا۔ یہ ایٹم بم گرنے کے بعد پناہ لینے اہرام میں آ گئے تھے۔ مگر ایٹمی تابکاری نے انہیں یہاں بھی ہلاک کر دیا۔ اہرام کا تاریک غار آگے جا کر گھوم گیا۔ سامنے ایک نیچی چھت والا دروازہ آ گیا۔ اس دروازے میں ماریا کو ایک بوڑھے آدمی کی لاش دکھائی دی۔ شاید یہ بدقسمت انسان بھی ایٹم بم کی تباہی سے بچنے کے لئے یہاں آ گیا تھا۔ مگر زندہ نہ بچ سکا۔ ماریا دروازے میں سے گزر کر فرعونِ مصر توتخ آمون کے مقبرے میں داخل ہو گئی۔

فرعونِ مصر کی ممی کا تابوت خالی پڑا تھا۔ اس میں سے ممی اٹھا کر پیرس کے عجائب گھر میں پہنچا دی گئی تھی جہاں وہ شہر کے ساتھ ہی نیست و نابود ہو گئی تھی۔ یہی حال ملکہ نفریتی کی لاش کا ہوا تھا۔ جس کا تابوت فرعونِ مصر کے تابوت کے ساتھ ہی خالی پڑا تھا۔ ماریا کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ کچھ اور لوگ پناہ لینے کے لئے یہاں آ گئے ہوں اس لئے گھوم پھر کر سارے اہرام کو چھان مارا۔ مگر سوائے بوڑھے کی لاش کے اسے وہاں کوئی انسان نہ ملا۔ اصل میں بم اتنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک گرا تھا کہ کسی کو بھاگنے کی مہلت نہ مل سکی تھی۔ لوگ گھروں اور سڑکوں پر پہلے بم کی شعاعوں کے ساتھ ہی فنا ہو گئے۔ دوسرے ایٹم بم نے شہر کی عمارتوں کو راکھ میں ملا دیا۔ یہ بوڑھا کہیں قریب ہی سے گذر رہا ہو گا کہ دھماکے کی گرمی سے بھاگ کر اہرام میں آ گیا۔ مگر ایٹمی تابکاری نے اسے یہاں بھی زندہ نہ چھوڑا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

ماریا نے باری باری جھانک کر فرعون اور ملکہ کے خالی تابوتوں کو دیکھا۔ تیسری عالمگیر جنگ کے بعد انسان کے ہاتھوں دنیا کی تباہی سے ماریا کا دل بے حد اداس ہو گیا تھا اور وہ ماضی کے زمانے کے امن پسند لوگوں کے درمیان واپس جانا چاہتی تھی۔ اسے یہ بھی یقین تھا کہ عنبر اور ناگ سے اس کی ملاقات بھی ماضی کے ہی زمانے کے کسی شہر میں ہو گی۔ دنیا تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ ہائیڈروجن بموں والے راکٹوں نے دنیا کے ہر شہر کو ویران کر کے راکھ کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ لوگوں سے بھری ہوئی دنیا قبرستان بن گئی تھی۔ آسمان پہ کوئی پرندہ تک نظر نہ آتا تھا۔ نہ کوئی درخت باقی بچا تھا اور نہ کوئی چشمہ باقی رہا تھا۔ ہر طرف موت کی حکمرانی تھی۔ جنگل جل گئے تھے اور جنگلی جانور مر کھپ گئے تھے۔

دنیا میں اس قدر تنہائی کا احساس ماریا کو پہلے کبھی نہیں

ہوا تھا۔ انسان کے ہاتھ سے انسان کی اس بھیانک تباہی پر ماریا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کتنی دیر وہ فرعونِ مصر اور ملکہ مصر کے خالی تابوتوں کے پاس چبوترے پر بیٹھی رہی۔ اچانک اسے پھر ویسی ہی آواز سنائی دی جیسی اسے دریا کے کنارے آدھی رات کو اصطبل میں بیٹھے ہوئے سنائی دی تھی۔ یہ آواز اہرام کے باہر سے آ رہی تھی۔ ماریا تیزی سے اہرام سے نکل کر باہر آ گئی۔

ایٹم بم کی وجہ سے اٹھنے والا سرخ بادل آسمان پر بہت اوپر جا کر فضا میں حل ہو گیا تھا۔ فضا میں راکھ سی اڑ رہی تھی۔ ماریا نے راکھ کی دھند میں سے اسی قسم کی ایک اڑن طشتری کو نکلتے دیکھا جیسی اس نے پہلے دیکھی تھی اور جس کو اس نے تباہ کر دیا تھا۔ یہ اڑن طشتری اہرام کے قریب آ کر زمین پہ اتر گئی۔ اس کا دروازہ کھلا۔ سیڑھی اپنے آپ باہر نکلی اور دو آدمی جنہوں نے ویسے ہی چاندی ایسے خلائی سوٹ پہن رکھے تھے۔ ہاتھوں میں لیزر شعاعوں والی پستولیں پکڑے باہر نکلے اور اہرام کے دروازے کی طرف بڑھے۔ وہ ماریا کے قریب سے ہو کر اہرام میں داخل ہو گئے۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے گئی۔ دونوں خلا بازوں کی شکل اور قد کاٹھ عام انسانوں کی طرح تھا مگر ماریا نے دیکھا کہ خلائی ٹوپ کے اندر

Makhnoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کی آنکھیں گول ہونے کی بجائے چوکور تھیں اور ان کی پلکیں نہیں تھیں۔ وہ کسی عجیب و غریب زبان میں بات کر رہے تھے۔ اس قسم کی چوکور آنکھوں والی خلائی مخلوق ماریا پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ دونوں خلائی آدمی فرعونِ مصر کے مقبرے میں آ گئے۔ ایک نے جیب میں سے شیشے کا چمکتا ہوا ٹکڑا نکالا اور باری باری ملکہ اور فرعون کے خالی تابوتوں میں ڈال کر چاروں طرف گھمایا۔ پھر اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔

"یاقوت کے بنے ہوئے جس سانپ کی ہمیں ضرورت تھی وہ یہاں نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے جو ایٹم بم گرایا اس کی تابکاری سے یاقوت کا سانپ بھی بھاپ بن کر اڑ گیا۔"

دوسرا خلائی آدمی بولا۔

"رب خلاد کو ہم کیا جواب دیں گے؟ اسے یاقوت کے سانپ کی تلاش ہے۔"

پہلا کہنے لگا۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں۔ رب خلا نے دنیا پر اڑن طشتریوں سے حملہ کر کے ہائیڈروجن راکٹ برسا کر اسے تباہ و برباد کر دیا ہے اور وہ اتنی بڑی دنیا کا اکیلا بادشاہ بن چکا ہے، اسے اور کیا چاہیے؟"

دوسرے نے کہا۔

"رب خلا کو یاقوت کے سانپ کی ضرورت ہے اور تم جانتے ہو کہ اگر ہم نے اسے یہ سانپ لا کر نہ دیا تو وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

پہلے خلا باز نے کہا۔

"پھر ہمیں مجبوراً سمندر کی تہہ میں جا کر پناہ لینی پڑے گی۔"

دوسرا کہنے لگا۔ "ابھی ہم رب خلاد کو یہ نہیں بتاتے کہ ہمیں یاقوت کا سانپ نہیں ملا۔ ہم یہی کہیں گے کہ اس کی تلاش جاری ہے۔"

"آؤ چلیں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

دونوں خلا باز اہرام سے باہر نکل گئے۔ ماریا ان کے پیچھے پیچھے گئی۔ وہ اڑن طشتری میں سوار ہو کر اڑ گئے۔ ماریا واپس اہرام میں ملکہ مصر اور فرعونِ مصر کے تابوتوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور غور کرنے لگی کہ یاقوت کے سانپ کا کیا راز ہے؟ وہ کونسا سانپ ہے جو یاقوت کا بنا ہوا ہے اور جس کے بارے میں ان خلائی انسانوں کو علم تھا اور جس کی تلاش میں خلائی مخلوق کے بادشاہ رب اعظم نے انہیں یہاں بھیجا تھا۔ اب ایک اور بات ماریا پر ظاہر ہوئی تھی کہ تیسری عالمگیر جنگ انسانوں نے شروع نہیں کی تھی بلکہ ایک خلائی مخلوق نے دنیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر اچانک حملہ کر کے اس کو نیست و نابود کر دیا تھا اور اب اس خلائی مخلوق کا بادشاہ دنیا کا حکمران یعنی رب خلا بن کر بیٹھ گیا تھا۔

ماریا سوچنے لگی یہ خلائی مخلوق ضرور کسی دور دراز سیارے سے یہاں آئی ہے اور اس نے دنیا پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں اپنی بادشاہت قائم کر لی ہے اور ضرور کسی جگہ اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوگا۔ ماریا اس خلائی مخلوق سے دنیا کی تباہی کا انتقام لینا چاہتی تھی۔ مگر وہ اکیلی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنی طاقتور اور سائنس میں اس قدر ترقی یافتہ مخلوق سے کس طرح انتقام لے۔

رہ رہ کر اسے یاقوت کے بنے ہوئے سانپ کا خیال آ رہا تھا۔ اس سانپ میں ضرور کوئی بڑی اہم بات ہو گی جس کی تلاش خلائی مخلوق کے سب سے بڑے سائنسدان یعنی بادشاہ رب خلا کو تھی۔ اگر کسی طرح سے اسے یہ سانپ مل جائے تو اس راز پر سے پردہ اٹھ سکتا تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ یاقوت کا سانپ ماریا کو کہاں سے مل سکتا تھا؟

یہ بات ماریا کی عقل سے باہر تھی۔

اُسے ناگ کا خیال آگیا۔ وہ عظیم ناگ دیوتا تھا۔

اگر وہاں ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ یاقوت کے سانپ کو طلب کر لیتا۔

مگر یاقوت کا سانپ تو بے جان ہوگا۔ یاقوت پتھر ہوتا ہے اور بھلا پتھر سے بنا ہوا سانپ بھی کبھی کوئی بات کر سکتا ہے؟

انہی سوچوں میں گم ماریا اہرام سے باہر نکل آئی۔ آسمان پر ابھی تک ایٹمی راکھ بکھری ہوئی تھی اور غروب ہوتے ہوئے سورج کا رنگ کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی کاسنی پڑ جاتا تھا۔ ایسا سورج ماریا نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ بالکل قیامت کے دن کا سورج معلوم ہو رہا تھا۔ ماریا نے اس طرف نگاہ اٹھائی جہاں کبھی قاہرہ کا ماڈرن اور حسین ترین شہر ہوا کرتا تھا۔

اسے ڈوبتے سورج کے ہلکے ہلکے کاسنی رنگ کے اندھیرے میں شہر میں روشنی کا ایک بہت بڑا مینار جگمگاتا دکھائی دیا۔ ضرور یہ خلائی مخلوق نے بنایا ہوگا۔ ماریا شہر کی طرف چل پڑی۔ شہر میں جانے والا راستہ سنسان اور ویران تھا۔ نہ کوئی آدم تھا نہ آدم زاد۔ کسی پرندے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ فضا میں کاسنی روشنی بھیانک اندھیرے میں تبدیل ہو رہی تھی ہوا گرم تھی اور اس میں ایسی سرگوشیاں سی سنائی دے رہی

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں جیسے مرنے والے لاکھوں انسانوں کی بے چین روحیں رو رہی ہوں۔ جس جگہ شہر ہوا کرتا تھا وہاں اب سوائے میدان کے اور کچھ نہیں تھا۔ ایک جگہ وہی روشنی کا بلند مخروطی مینار تھا اور اس کے ارد گرد دس بارہ اڑن طشتریاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھیں۔

خالی تابوت، یاقوتی سانپ

ماریا ان اڑن طشتریوں کے قریب آ گئی۔

روشنی کا مینار گویا پارے کی بنی ہوئی ایک بہت بڑی ٹیوب تھی جس میں سے روشنی کی کرنیں نکل نکل کر چاروں طرف بکھر رہی تھیں۔ اڑن طشتریاں ایک دوسری سے سو سو فٹ کے فاصلے پر کھڑی تھیں۔ درمیان والی اڑن طشتری سب سے بڑی تھی اور اس کے گنبد پر بے شمار نیلی اور سرخ روشنیاں لگی تھیں۔ ہر طشتری کی سیڑھی زمین تک آئی ہوئی تھی۔ شاید یہاں روشنی کے مینار سے نکلنے والی شعاعوں کا اثر تھا کہ ایٹم کی تابکاری بالکل نہیں تھی اور خلائی آدمی خلائی سوٹ کے بغیر چل پھر رہے تھے۔

ماریا نے پہلی بار یہاں خلائی عورتیں دیکھیں۔ ان کے سیاہ بال سروں پر کٹے ہوئے گھاس کی طرح کھڑے تھے اور چوکور آنکھوں میں نیلے ڈیلے بلب کی طرح روشن تھے۔ مردوں کی چوکور آنکھیں زرد تھیں۔ ان عورتوں کے قد مردوں کے مقابلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ملبے تھے ۔ ان کا لباس سفید چاندی ایسی پر جس اور جسم کے ساتھ چمٹا ہوا بلاؤز تھا ۔ گلے میں کالا فیتہ تھا جس پر اڑن طشتری کے نشان کا طغرہ بنا ہوا تھا ۔ ہر مرد عورت کی کمر کے ساتھ لیزر شعاع کی پستول لگی تھی ۔ جس میں سے نکلنے والی سرخ شعاع جہاں پڑتی تھی اس شے کو فنا کر دیتی تھی ۔

ماریا کو اس بات سے اطمینان ہوا کہ اس کی موجودگی کی وجہ سے خطرے کا کوئی الارم چیخا نہیں تھا ۔ کسی ریڈار یا کمپیوٹر نے ماریا کے وہاں پر موجود ہونے کی خبر نہیں دی تھی۔ اڑن طشتری میں شاید اس لئے کرسی پر بیٹھتے ہی الارم چیخ اٹھا تھا کہ وہ پرواز کر رہی تھی ۔ ماریا بڑی آزادی سے اس خلائی مخلوق کے درمیان چلنے پھرنے لگی ۔ پھر وہ سب سے بڑی درمیان والی اڑن طشتری کی سیڑھیاں چڑھ کر اس کے اندر داخل ہو گئی ۔

یہ اڑن طشتری اندر سے ایک بہت بڑا گول خلائی جہاز لگ رہی تھی ۔ اس کی دو منزلیں تھیں ۔ اوپر والی منزل میں ایک خاص کمرہ تھا جس کی دیواریں چاندی کی بنی ہوئی تھیں۔ یہاں کوئی بلب نہیں لگا تھا ۔ ہلکی ہلکی روشنی ان چاندی کی دیواروں میں سے چھن چھن کر آ رہی تھی ۔ یہاں ایک

عظیم الشان آرام کرسی پر ایک ادھیڑ عمر کی تھوڑے تھوڑے سفید بالوں والی خلائی عورت بیٹھی تھی ۔

یہ عورت اس قاہرہ والے خلائی ہیڈ کوارٹر کی گورنر تھی ۔ ان لوگوں نے اسی طرح ہر ملک کے بڑے شہر کے وسط میں اسے تباہ کرنے کے بعد اپنے ہیڈ کوارٹر بنا لئے تھے ۔ یہ سارے ہیڈ کوارٹر رب خلاد کے ماتحت تھے جو سمندر پار امریکہ کے کسی بڑے شہر میں اپنا سب سے بڑا خلائی ہیڈ کوارٹر بنا کر رہتا تھا ۔

ماریا اس عورت کے قریب دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ اس گورنر عورت کی آنکھیں بھی چوکور اور نیلی تھیں ۔ اس کے آس پاس دو جوان خلائی عورتیں ادب سے کھڑی تھیں۔ ایک خلائی عورت جو ان سب سے کم عمر اور خوبصورت تھی گورنر عورت کے سامنے چوکی پر بیٹھی اس کی پنڈلی پر بجلی کے دو تار لگائے مشین کے ایک ڈائل کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں وہی دو خلائی آدمی کمرے میں داخل ہوئے جن کو ماریا نے اہرام کے اندر فرعون اور ملکہ مصر کے مقبرے میں دیکھا تھا ۔ انہوں نے آتے ہی دونوں بازو پھیلا کر سلام کیا اور بتایا کہ یاقوت کا سانپ اہرام کے اندر تابوتوں میں نہیں ملا ۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی گورنر عورت کی آنکھوں کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اس کی چوکور آنکھیں نیلی سے سرخ ہو گئیں۔ اس نے غصہ بھری آواز میں کہا۔

"اگر یاقوتی سانپ نہیں ملا تو تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

ان میں سے ایک آدمی بڑے ادب سے سر جھکا کر بولا۔

"ہم رب خلاء کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یاقوت کے سانپ کا وہاں کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ ہمارے ایٹم بموں کی تابکاری سے وہ پگھل کر بھاپ بن گیا ہے۔"

گورنر عورت کی آنکھوں کا رنگ سرخ سے ایک دم سفید ہو گیا۔ یہ رنگ بدلتا دیکھ کر تینوں عورتیں پریشان ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئیں۔ دونوں خلائی آدمی بھی تھر تھر کانپنے لگے۔ وہ رحم کی درخواست کرتے ہوئے فرش پر دو زانو جھکے ہی تھے کہ گورنر عورت کی کرسی میں سے ایک ہی وقت میں لیزر کی دو قاتل سرخ شعاعیں نکل کر دونوں خلائی انسانوں پر پڑیں اور ایک جھپاکے کے ساتھ دونوں جل کر بھسم ہو گئے۔ ایک سیکنڈ بعد فرش پر ان کا سایہ تو کیا نشان تک باقی نہیں تھا۔

عورت کی چوکور آنکھوں کا رنگ پھر نیلا ہو گیا۔ تینوں

عورتیں دوبارہ گورنر عورت کی خدمت کرنے لگیں۔ ماریا اس خلائی ظالم عورت کو حیرانی سے تک رہی تھی کہ کتنی آسانی کے ساتھ اس نے دو انسانوں کو ہلاک کر دیا اور اس پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہوا ہے۔

اب ماریا یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کے کسی کرسی پر بیٹھنے کی وجہ سے خطرے کا الارم تو نہیں بج اٹھتا۔ دیوار کے ساتھ ایک گول سفید کرسی لگی ہوئی تھی۔ ماریا اس پر جا کر بیٹھ گئی۔ خطرے کا کوئی بھی الارم نہ بجا۔ ماریا کی تسلی ہو گئی کہ اس کے جسم سے نکلنے والی شعاعوں کو اڑن طشتری والوں کی کوئی بھی مشین یا ریڈار پکڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اتنے میں گورنر عورت نے انگلی کے اشارے سے اس لڑکی کو کھڑے ہونے کے لئے کہا جو سب سے زیادہ نوجوان اور خوبصورت تھی۔ وہ لڑکی ادب سے کھڑی ہو گئی۔

گورنر عورت نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اہرام مصر میں جاؤ اور یاقوتی سانپ کا سراغ لگاؤ کہ وہ کہاں ہے۔ یاد رکھو اگر تم بھی ناکام واپس لوٹیں تو تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔ جاؤ۔"

خلائی لڑکی نے دونوں بازو آگے کو پھیلا کر سلام کیا

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور الٹے قدموں گول کمرے سے باہر نکل گئی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ اس لڑکی کے انجام سے باخبر تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اہرام میں یاقوتی سانپ اسے نہیں ملے گا اور یہ ظالم خلائی گورنر عورت اسے بھی موت کی سرخ شعاع سے ہلاک کر دے گی۔ ماریا اس خلائی لڑکی کے ساتھ اڑن طشتری سے باہر نکل آئی۔ خلائی لڑکی ایک چھوٹی سی اڑن طشتری میں بیٹھ گئی۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی اڑن طشتری میں جا بیٹھی۔ خلائی لڑکی کو ماریا کی بالکل خبر نہ ہوئی۔

یہ چھوٹی سی اڑن طشتری بڑے ٹرک کے ٹائر کی طرح تھی۔ جس کے اوپر شیشے کا بلبلہ بنا ہوا تھا۔ خلائی لڑکی نے اس میں داخل ہونے سے پہلے خلائی سوٹ پہن لیا تھا۔ کیونکہ اہرام مصر کے آس پاس ابھی تک ایٹمی تابکاری کا اثر تھا۔

خلائی لڑکی ننھی طشتری کو اڑا کر اہرام کے پرانے دروازے تک لے گئی اور پھر اتر کر اہرام کے اندر داخل ہو گئی۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ دونوں تابوت خالی ہیں اور یاقوتی سانپ کہیں بھی نہیں ہے۔ خلائی لڑکی نے مقبرے کے اندر آکر دونوں خالی تابوت غور سے دیکھے۔

شیشے کی تکون نکال کر اسے تابوت کے اندر ڈال کر گھمایا۔ پھر شیشے کی تکون لے کر اہرام کے چاروں کونوں میں گئی۔ پھر دیوار کے ساتھ جگہ جگہ پتھروں کی درزوں میں شیشے کی تکون کو لگا کر اسے کسی جگہ بھی یاقوتی سانپ کا سراغ نہ ملا۔

وہ پریشان ہو گئی۔ پریشانی اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ اس کی چوکور آنکھوں کا نیلا رنگ بدل کر زردی مائل نیلا ہو گیا تھا۔ خلائی مخلوق اسے موت کے خوف کا رنگ سمجھتی تھی۔

خلائی لڑکی تابوت کے سرہانے کی طرف جا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنی کمر میں لگا ہوا موت کی سرخ شعاع والا پستول نکال کر ہاتھ میں تھاما اور آہستہ آہستہ اسے اپنی چوکور آنکھوں کے درمیان لانے لگی۔

ماریا ایک دم چونک پڑی۔ خلائی لڑکی خود کشی کرنے لگی تھی۔ ماریا کو یہ لڑکی پیاری لگی تھی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے۔ ماریا اچھل کر خلائی لڑکی کے قریب آگئی اور اس نے زور سے ہاتھ مار کر اس کا پستول زمین پر گرا دیا۔

خلائی لڑکی کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا کہ یہ اس کے ہاتھ پر کس نے اپنا ہاتھ مار کر پستول گرا دیا۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ جھک کر پستول اٹھانے کے لئے آگے بڑھی تو ماریا نے جلدی سے پستول اٹھا لیا۔

پستول ماریا کے ہاتھ میں جاتے ہی غائب ہو گیا۔

اب تو خلائی لڑکی اور زیادہ حیران ہو گئی۔ مگر وہ سائنسی طور پر بڑی ترقی یافتہ مخلوق تھی۔ وہ ڈری بالکل نہیں۔ اس نے اپنی زبان میں بلند آواز سے پوچھا۔

"کیا تم کوئی مریخ کی مخلوق ہو۔ جس نے اپنے جسم کے ذروں کو غائب کر رکھا ہے؟"

ماریا نے سوچا کہ اب اس سے بات کر ہی لینی چاہیئے۔ اس نے کہا۔

"میں مریخ کی نہیں بلکہ اس دنیا کی ایک لڑکی ہوں جس کو تم لوگوں نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔"

خلائی لڑکی نے کہا۔

"اگر تم اس دنیا کی مخلوق ہو تو ہماری زبان کیسے بول لیتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"میں اس دنیا کی ہی نہیں، ساری کائنات کی جہاں جہاں انسان آباد ہے، زبان بول لیتی ہوں اور سمجھ لیتی ہوں۔"

خلائی لڑکی بولی۔

"تم کون ہو اور ہمارے اتنے طاقتور ہائیڈروجن اور لیزر بموں کے دھماکوں سے کیسے بچ گئی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"تمہارا خطرناک سے خطرناک بم اور قاتل سے قاتل شعاع بھی مجھے ہلاک نہیں کر سکتی۔"

"تم نے مجھے مرنے سے کیوں روکا؟" خلائی لڑکی نے پوچھا۔

ماریا نے کہا۔

"اس لئے کہ میرے ہم وطنوں پر اتنا ظلم و ستم کرنے کے باوجود تم مجھے ساری ظالم خلائی مخلوق میں سے اچھی لگی ہو۔ اگر تم مجھے اچھی نہ لگتیں تو میں تمہیں خودکشی کرنے سے کبھی نہ روکتی۔ میں اڑن طشتری میں بھی تمہارے ساتھ تھی اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم خودکشی کیوں کرنے لگی تھیں اور اگر تم یاقوتی سانپ لے کر گورنر کے پاس نہ گئیں تو وہ پہلے والے ناکام خلائی انسانوں کی طرح تمہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

خلائی لڑکی کی چوکور آنکھوں کا رنگ پھر سے نیلا ہو گیا تھا۔ وہ آواز کے اندازے سے ماریا کے بالکل قریب آ گئی۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اس نے دونوں ہاتھوں سے ماریا کا چہرہ چھونے کی کوشش کی۔ ماریا نے کہا۔

"تم مجھے نہیں چھو سکتی۔ میں ذرّے بھی نہیں ہوں بلکہ نور کی ایسی شعاعوں میں تبدیل ہو کر غائب ہوں جو کسی کو رہنمائی نہیں دے سکتیں۔"

خلائی لڑکی کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"میں تمہیں اچھی کیوں لگی ہوں؟"

ماریا نے کہا۔

"تم مجھے اپنی بہن لگتی ہو۔ چھوٹی بہن۔"

خلائی لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ خلائی کرّے کے اندر ماریا کو اس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" ماریا نے پوچھا۔

خلائی لڑکی نے کہا۔ "کیٹی — اور تمہارا نام کیا ہے؟"

ماریا نے کہا۔ "ماریا۔"

خلائی لڑکی ذرا سا مسکرائی اور بولی۔

"ماریا! مجھے بھی تمہاری آواز پیاری لگتی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی خلائی لڑکی کیٹی اداس ہو گئی اور اس کی چوکور آنکھوں کا رنگ پھر زردی مائل نیلا پڑنے لگا۔

وہ بولی۔

"ماریا۔ اگر تم مجھ سے محبت کرتی ہو تو میرا پستول واپس کر دو اور مجھے مر جانے دو۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ گورز کی کرسیوں سے نکلنے والی ظالم شعاعیں مجھے جلا کر بھسم کر دیں۔"

ماریا نے کہا۔

"کیٹی! تمہاری جگہ کوئی اور خلائی آدمی ہوتا تو میں اسے اپنے ہاتھ سے ہلاک کر ڈالتی۔ کیونکہ تم لوگوں نے میرے بہن بھائیوں کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ مگر تم مجھے پیاری لگتی ہو اس لئے تمہیں پستول کبھی نہیں دوں گی۔"

کیٹی ٹہلنے لگی۔ پھر بولی۔

"اس دنیا کو تباہ کرنے میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں دنیا پر حملہ کرنے کے خلاف تھی۔ مگر ربِ خلاء پر سارے نظامِ شمسی کے سیاروں کو قبضے میں کرنے کا بھوت سوار ہے۔ اس کے حکم سے تمہاری دنیا کو تباہ کیا گیا ہے۔ اس لئے مجھ سے ناراض نہ ہو اور مجھے پستول دے دو۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی۔"

خلائی لڑکی کیٹی کے چہرے پر ایک اداس مسکراہٹ پھیل گئی۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماریا! اگر میں خودکشی نہ بھی کروں تو یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں ان کے ریڈاروں اور کمپیوٹروں کی شعاعوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ میں جہاں بھی ہوں گی۔ یہ لوگ مجھے تلاش کر لیں گے اور پھر بڑی ذلت کی موت ماریں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ میں تمہیں اپنے ساتھ ایسی جگہ لے جاؤں گی جہاں ان کے ریڈار کی شعاعیں نہیں پہنچ سکیں گی۔"

خلائی لڑکی کیتھی نے کہا۔

"تم مجھے زمین اور سمندر کے نیچے بھی لے جاؤ گی تو یہ لوگ وہاں سے مجھے نکال لائیں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تمہیں نہ زمین کے اندر لے جاؤں گی نہ سمندر کی گہرائیوں میں اور نہ آسمان کی بلندیوں میں۔"

"پھر کہاں لے جا کر چھپاؤ گی؟" کیتھی نے پوچھا۔

ماریا بولی۔

"میں تمہیں گزرے ہوئے زمانے میں لے جاؤں گی۔ تاریخ کے اس زمانے میں لے جاؤں گی جہاں ان لوگوں کا ابھی نام و نشان بھی موجود نہیں ہو گا۔"

کیتھی نے کہا۔

"شاید تم میرے ساتھ مذاق کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ جبکہ میں موت کے دروازے پر کھڑی ہوں۔"

ماریا نے جواب دیا۔

"نہیں نہیں کیتھی ایسا نہیں ہے۔ میں تم سے مذاق نہیں کر رہی۔ بلکہ سچ کہہ رہی ہوں۔ اس وقت گزرے ہوئے زمانے میں جانا میرے بس میں نہیں ہے۔ لیکن یقین کرو جب وہ وقت آ گیا تو تم میرے ساتھ جاؤ گی اور یہ لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"

کیتھی نے کہا۔

"اس وقت تک یہ لوگ مجھے مار چکے ہوں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ میں تمہیں اس وقت تک بچائے رکھوں گی جب تک کہ تم میرے ساتھ گزرے ہوئے زمانے میں داخل نہیں ہو جاتیں۔"

کیتھی نے پوچھا۔

"تم مجھے کس طرح بچاؤ گی؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ تمہیں وقت آنے پر بتاؤں گی۔"

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔

"لیکن مجھے تو ابھی گورنر کے پاس واپس جا کر بتانا ہو گا کہ مجھے یاقوتی سانپ نہیں ملا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔"

"وہ لوگ یہاں آ کر مجھے پکڑ کر لے جائیں گے۔"

"میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی" ماریا نے کہا۔

اہرام کے باہر چھوٹی اڑن طشتری کے اترنے کی آواز سنائی دی۔ خلائی لڑکی کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"وہ لوگ میری تلاش میں آ گئے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ تم یہیں ٹھہرو۔ میں ان کی خبر لیتی ہوں۔"

خلائی لڑکی کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اب وہ اپنی جان ضرور بچانا چاہتی تھی۔ مگر اسے ماریا کی باتوں پر زیادہ بھروسہ نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ماریا کے پاس اس کا پستول موجود ہے۔ مگر وہ ایک پستول سے خلائی مخلوق کے کتنے آدمیوں کو ہلاک کر سکے گی۔ ماریا غائب ہے۔ مگر کیٹی غائب نہیں ہے۔ وہ خلائی مخلوق کے کسی نہ کسی پستول سے ہلاک ہو سکتی تھی اور ماریا اسے نہیں بچا سکتی تھی۔ جہاں تک

ماریا نے اسے گزرے ہوئے زمانے میں اپنے ساتھ لے جانے کو کہا تھا تو خلائی لڑکی کیٹی اسے ایک خوشگوار مذاق کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتی تھی۔ بھلا کوئی گزرے ہوئے زمانے میں بھی جا سکتا ہے۔

خلائی لڑکی کیٹی کو اپنے ہیڈ کوارٹر کے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"کیٹی! کہاں ہو تم؟ سامنے آؤ۔"

کیٹی مقبرے سے نکل کر پتھر کی دیوار کے اوپر جا کر ایک باہر کو ابھری ہوئی چٹان کے پیچھے ہو گئی اور اہرام کے غار میں دیکھنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ اس کے ہیڈ کوارٹر کے تین سپاہی جن کا کام بھاگے ہوئے ملزموں کو پکڑنا تھا، ہاتھوں میں پستول لئے چلے آ رہے تھے۔ وہ آگے پیچھے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تھے۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ ماریا ان کے آس پاس ہی کہیں موجود ہے اور ابھی ان پر حملہ کر دے گی۔

پھر ایسا ہی ہوا۔ غار کے ایک کونے سے اچانک لیزر کی قاتل سرخ شعاع نکلی اور ایک خلائی آدمی کی پیٹھ پر لگی اور وہ وہیں جل کر بھسم ہو گیا۔

دوسرے نے کونے میں پستول کا فائر کیا۔ ماریا نے دوسری

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شعاع سے دوسرے خلائی آدمی کو راکھ کر دیا۔ تیسرا باہر کو بھاگا۔ مگر ماریا کی پستول سے نکلی ہوئی سرخ شعاع نے اسے بھی وہیں گرا دیا اور وہ بھی جل بھن کر بھسم ہو گیا۔

خلائی لڑکی کیٹی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اسے مقبرے میں ماریا کی آواز سنائی دی۔

"کیٹی! تم کہاں چھپی ہوئی ہو؟"

کیٹی چٹان کی اوٹ سے نکل کر مقبرے میں چبوترے کے پاس آ گئی اور بولی۔

"ماریا! اب میرا بچنا بہت مشکل ہے۔ ان لوگوں کی موت کی خبر ہیڈ کوارٹر میں گورنر کو ہو جائے گی اور وہ اس اہرام پر حملے کا حکم دے گی۔ تم بچ جاؤ گی۔ مگر میں زندہ نہ بچ سکوں گی۔"

ماریا نے کہا۔ "ہم یہاں سے نکل کر بھاگ جاتے ہیں۔ چھوٹی اڑن طشتریاں ہمارے پاس ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "جونہی ہم اڑن طشتریوں میں بیٹھ کر اڑے ہم ہیڈ کوارٹر کے ریڈار پر ظاہر ہو جائیں گے اور وہ لوگ وہیں سے ہماری طشتریوں کو لیزر کی شعاعوں سے تباہ کر دیں گے۔"

ماریا پریشان ہو گئی۔ وہ ہر حالت میں چوکور نیلی آنکھوں

اور کٹے ہوئے سیاہ کھڑے بالوں والی اس خلائی لڑکی کی جان بچانا چاہتی تھی۔ وہ مقبرے میں ٹہل کر سوچنے لگی کہ کیا کیا جائے۔ اس نے کیٹی سے کہہ دیا تھا کہ وہ فکر نہ کرے کوئی نہ کوئی ترکیب نکل آئے گی۔

اتنے میں انہیں کتنی ہی اڑن طشتریوں کا شور سنائی دیا۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"خلائی فوج کا پورا دستہ میری تلاش میں آ گیا ہے۔ انہیں تین فوجیوں کی موت کی خبر ہو گئی ہے۔ اب یہ لوگ اس اہرام میں ایٹمی گیس چھوڑ کر مجھے ہلاک کر دیں گے۔"

ماریا کا چہرہ غصے اور جوش کے مارے سرخ ہو گیا تھا، جسے کیٹی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے بڑی جلدی آنکھوں سے ملکۂ مصر اور فرعونِ مصر کے خالی تابوتوں کو دیکھا۔ اس عرصے میں اہرام کے باہر دو دھماکے ہوئے اور کیٹی نے پریشان ہو کر کہا۔

"انہوں نے شعاعوں کے بم اندر پھینک دیئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں شعاعیں اندر آ جائیں گی اور میرے جسم کی کھال ہڈیوں سے اتر کر نیچے گر پڑے گی۔"

ماریا نے بڑی جلالی آواز میں کہا۔

"کیٹی اس تابوت میں لیٹ جاؤ۔ جلدی کرو۔"

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کو چاروں طرف موت نظر آ رہی تھی۔ وہ جلدی سے تابوت کے اندر لیٹ گئی۔ سمجھی کہ شاید ماریا کوئی جادو کرنے لگی ہے۔ مگر اسے اپنی زندگی کی اب کوئی امید نہیں تھی۔ اسے معلوم تھا کہ چند سیکنڈوں کے بعد اس کی کھال اس کی ہڈیوں سے الگ ہونا شروع ہو جائے گی۔ اس اذیت بھری موت کے خیال سے خلائی لڑکی کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے ماریا بھی اس کے ساتھ والے خالی تابوت میں اتر کر لیٹ گئی ہو۔ اس نے پوچھا۔

"ماریا! کیا تم بھی تابوت میں آ گئی ہو؟"

ماریا نے کہا۔ "ہاں — مگر اب کوئی بات نہ کرنا۔"

اس کے بعد خلائی لڑکی کیٹی کو ماریا کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اے مصر کے شاہی معبد کی قدیم ترین دیوی سلام ہو! میرے باپ داداؤں نے تیرے مندروں کی سیڑھیوں کو اپنی پلکوں سے صاف کیا ہے۔ میں نے تجھ سے کبھی کچھ طلب نہیں کیا۔ لیکن آج اپنے لئے نہیں بلکہ اس لڑکی کی زندگی کی خاطر تجھ سے ایک خواہش کر رہی ہوں کہ ہم دونوں کو یہاں سے اٹھا کر اپنے قدیم زمانے میں پہنچا دے۔"

کیٹی نے اگرچہ خلائی سوٹ پہنا ہوا تھا مگر یہ شعاعی بم

خلائی لوگوں نے اہرام کے اندر پھینکے تھے ان کی شعاعیں لوہے کی موٹی چادر کو بھی چیر کر نکل جاتی تھیں۔ کیٹی کو جونہی اپنے جسم کے ساتھ خطرناک موت کی شعاع کا پہلا احساس ہوا، اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

خلائی سپاہی کچھ دیر کے بعد گیس ماسک پہنے اہرام میں داخل ہوئے تاکہ کیٹی کی ہڈیاں اٹھا کر ساتھ لے چلیں اور گورنر کو جا کر دکھا دیں کہ اس کے حکم پر عمل کر دیا گیا ہے۔ وہ جب مقبرے کے پاس آئے تو انہیں کیٹی کی ہڈیاں کہیں نہ ملیں۔ وہ بڑے پریشان ہوئے کہ آخر کیٹی کی ہڈیاں کہاں چلی گئیں۔ اس کی چھوٹی اڑن طشتری باہر کھڑی تھی۔ جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اہرام میں داخل ہوئی ہے اور گورنر نے بھی اسے اسی جگہ یاقوتی سانپ لانے کے لئے بھیجا تھا۔ خلائی سپاہیوں نے اہرام کا کونہ کونہ چھان مارا۔ مگر کیٹی کی ہڈیاں انہیں کہیں نہ ملیں۔ انہیں خود بھی اس خیال سے اپنی جان کے لالے پڑ گئے کہ وہ گورنر کو جا کر کیا جواب دیں گے۔

خلائی لڑکی کیٹی کی چوکور آنکھیں بند تھیں۔ اسے آہستہ آہستہ ہوش آ رہا تھا۔ اس کے کانوں میں ایسی آواز آ رہی تھی جیسے کہیں قریب ہی کوئی دریا بہہ رہا ہو۔ پھر اسے

Makhnoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورتوں اور مردوں کے مذہبی گیت گانے اور دریا میں کشتی کے چپوؤں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور کیٹی نے آنکھیں کھول دیں۔ سب سے پہلے جو چیز اس نے دیکھی وہ کھجور کے درختوں کے جھنڈ تھے جو ہوا میں لہرا رہے تھے۔ ان کے پیچھے نیلا آسمان چمک رہا تھا۔

کیٹی نے دیکھا کہ وہ گھاس پر سیدھی لیٹی ہوئی ہے۔ اس کو یاد آ گیا کہ غیبی لڑکی ماریا اس کے ساتھ اہرام مصر میں تھی اور اس کے کہنے پر وہ خلائی گورنر کے سپاہیوں کے پھینکے ہوئے ہلاکت خیز بموں سے نجات حاصل کرنے کے لئے مقبرے میں پڑے ہوئے خالی تابوت میں لیٹ گئی تھی اور اسے ایک جھٹکا سا لگا تھا۔ جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی دوسرے خالی تابوت میں لیٹ گئی تھی۔

کیٹی کو یہ بھی یاد آیا کہ ماریا نے کہا تھا کہ وہ اسے تاریخ کے گذرے ہوئے زمانے میں لے جا رہی ہے جہاں خلائی مخلوق کے سپاہی اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ تو کیا وہ سچ مچ گذرے ہوئے زمانے کے کسی دور میں آ گئی ہے؟ کیٹی کو یہ بھی یاد آ گیا کہ جب وہ ماریا کی ہدایت پر جلدی سے تابوت میں جا کر لیٹ گئی تھی تو ماریا نے بڑی جلالی آواز میں

قدیم مصر کی کسی دیوی سلامو کو پکار کر اس سے مدد مانگی تھی اور کہا تھا کہ ہمیں اپنے قدیم زمانے میں پہنچا دے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ قدیم فرعونِ مصر کے زمانے میں پہنچ گئی ہے۔

کیٹی نے سب سے پہلے اپنے لباس کو دیکھا۔ وہ چاندی ایسے رنگ کے چست خلائی لباس میں تھی اور سر پر شیشے کا گول گیس ماسک پڑا تھا۔ گیس ماسک اتار کر کیٹی نے پرے پھینک دیا۔ اسے تازہ اور خوشبودار ہوا کا احساس ہوا۔

اب اس نے چاروں طرف دیکھا۔ وہ گھاس پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے قریب ہی دریا بہہ رہا تھا جو یقیناً ہزاروں سال پرانا دریائے نیل تھا۔ دریا کی لہروں پہ ایک بہت بڑا بجرا بہا چلا جا رہا تھا۔ جس میں سفید لباس والی خوبصورت لڑکیاں اور آدمی قطار میں ہاتھ باندھے کھڑے مذہبی گیت گا رہے تھے اور بجرے کے چبوترے پر ایک سیاہ بالوں والی خوبصورت عورت ہیرے جواہرات والی کرسی پہ بیٹھی دریا کی سیر کر رہی تھیں۔

دریا کے کنارے نیلے اور سفید رنگ کے کتنے ہی کنول کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ بجرا دریا کی لہروں پر اٹھکیلیاں کرتا دور نکل گیا۔

ایسی پُرسکون خاموشی اور امن کی فضا کیٹی نے پہلے کبھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں دیکھی تھی۔ اب اسے اپنی پیاری دوست ماریا کا خیال آیا۔ ماریا نے محض اس کی جان بچانے کی خاطر یہ قربانی دی تھی کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہزاروں سال پرانے مصر کے زمانے میں آ گئی تھی۔

خلائی لڑکی کیٹی نے ارد گرد غور سے دیکھا۔ ماریا کہیں نہیں تھی۔ خلائی لڑکی کو زبردست تنہائی محسوس ہوئی۔ اسے لگا کہ وہ تاریخ کے عظیم ترین دور میں بالکل اکیلی رہ گئی ہے۔

اس نے ذرا فاصلے پر قدیم مصر کی کچھ عورتوں کو دیکھا کہ باغ کی سیر کر رہی تھیں اور آپس میں ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں۔ انہوں نے سفید کھلا کھلا ریشمی لباس پہن رکھا تھا اور ہاتھوں میں کنول کے سفید پھول تھے۔ کیٹی کو اپنا چست خلائی لباس ان سے بالکل ہی مختلف لگا۔ سوچنے لگی کہ یہ لوگ اس کے خلائی لباس کو دیکھ کر ضرور حیران ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ اسے کسی اجنبی ملک کی جاسوس سمجھ کر گرفتار کر لیا جائے۔ اور اسے موت کی سزا دی جائے۔ کیٹی نے اپنی کمر کو ٹٹول کر دیکھا۔ اس نے اپنا ایک پستول ماریا کو دے دیا تھا۔ مگر دوسرا ہنگامی حالات میں استعمال کیا جانے والا لیزر شعاعوں والا پستول اس کی پنڈلی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس نے

دیکھا تو پستول وہاں نہیں تھا۔ وہ کہیں اہرام کے اندر ہی گر گیا تھا۔ کیٹی بالکل نہتی تھی اور اگر اس پر کوئی حملہ کر دے تو وہ اپنا بچاؤ نہیں کر سکتی تھی۔

خلائی لڑکی کیٹی نے سوچا کہ ذرا چل پھر کر ہزاروں سال پرانے ملک مصر کی سیر کی جائے اور پتہ کیا جائے کہ یہ شہر کونسا ہے؟ کیٹی کو پرانے مصر کی زبان بھی نہیں آتی تھی۔ وہ اٹھنے ہی لگی تھی کہ اس نے اپنے بدن میں ایک عجیب قسم کی تبدیلی محسوس کی۔ اس کے ہاتھ کی ایک انگلی چھوٹی ہو گئی تھی۔ کیٹی نے پریشان ہو کر ہاتھ کو دو تین بار جھٹکا۔ اس کا خیال تھا شاید انگلی کسی وجہ سے سکڑ گئی ہے۔ مگر انگلی جھٹکنے سے بھی بڑی نہ ہوئی اور بالکل چھوٹی کی چھوٹی رہی۔ دیکھتے دیکھتے اس کے ہاتھ کی دوسری انگلیاں بھی سکڑنا شروع ہو گئیں۔ کیٹی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کو کیا ہو رہا تھا۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی لڑکی سکڑ گئی

انگلیوں کے بعد خلائی لڑکی کیٹی کا ہاتھ چھوٹا ہونا شروع ہو گیا کیٹی گھبرا کر ایک درخت کی اوٹ میں آ گئی اور اپنے ہاتھ کو آہستہ آہستہ چھوٹا ہوتے دیکھنے لگی۔ وہ انسانی جسم کی پوری سائنس کو جانتی تھی اور نظامِ شمسی کے ایک ایسے سیارے کی مخلوق تھی جو سائنس میں بہت آگے تھا۔ وہ فوراً سمجھ گئی کہ زمین کے ایک خاص ماحول سے اچانک تین ہزار سال پیچھے کے زمانے میں آ جانے کی وجہ سے اس کے خون اور جسم کے ذرّوں میں انقلابی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے اور وہ سکڑتے جا رہے ہیں کیٹی کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ تھوڑی دیر بعد اس کا سارا جسم چھوٹا ہو جائے گا اور کچھ نہ کر سکے گی۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ پہلے اس کا ایک بازو چھوٹا ہوا اور پھر دوسرا اور پھر اس کی ٹانگیں چھوٹی ہونے لگیں اور اس کے بعد اس کا باقی جسم بھی چھوٹا ہو گیا اور وہ درخت کے تنے کے پاس زمین پر ایسے کھڑی تھی جیسے وہ بال پوائنٹ پنسل

کی چھوٹی سی ٹوپی ہو۔ یا جیسے کسی نے چھوٹی سی سلیٹ توڑ کر وہاں پھینک دی ہو۔ اسے اپنے قریب اگا ہوا گھاس کا خوشہ ایک درخت نظر آ رہا تھا۔ اور درخت کا تنا کوئی بہت بڑا پہاڑ لگ رہا تھا۔

خلائی لڑکی کیٹی کو اپنی حالت پر رحم آنے لگا۔ یہ اسے کیا ہو گیا تھا۔ وہ اتنی چھوٹی ہو گئی تھی کہ ماچس کی ڈبی میں بند ہو سکتی تھی۔ اسے اپنے قریب ہی غراہٹ اور کھی کھی کی تیز آواز آئی۔ کیٹی نے پیچھے دیکھا تو ایک بہت بڑا جانور جس کی مونچھوں کے بال ہاتھی کے دانت سے بھی زیادہ موٹے تھے اور دو دانت سنگِ مرمر کے ستونوں کی طرح آگے کو نکلے ہوئے تھے۔ اپنی انگارہ ایسی بڑی بڑی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی چوہیا تھی جو کیٹی کو ہاتھی سے بھی بڑی لگ رہی تھی۔ وہ بھاگی اور دریا کے کنارے اُگے ہوئے کنول کے پھولوں کے درمیان آ گئی۔ چوہیا بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ کیٹی کی جان ہی نکل گئی۔ اسے یقین تھا کہ چوہیا اسے کھا جائے گی۔

چوہیا پھدکتی ہوئی کیٹی کے سر پر آ پہنچی اور پنجہ مار کر اسے ادھ موا کرنے ہی والی تھی کہ کیٹی نے دریا میں اپنے آپ کو گرا دیا۔ وہ دریا کے ٹھنڈے پانی میں نیچے ہی نیچے گرتی چلی

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی - پھر ایک دم پانی کے ایک بلبلے نے اسے اپنے اندر لے لیا اور وہ ڈوبنے سے بچ گئی - پانی اب اس کے نتھنوں میں نہیں جا رہا تھا - وہ پانی کے اندر ہی اندر ایک مونگ پھلی کی طرح آگے ہی چلی جا رہی تھی - پانی کے بلبلے میں جب ہوا ختم ہو گئی تو وہ پھٹ گیا - بلبلے کے پھٹتے ہی پانی کیٹی کے منہ اور ناک میں آ گیا - اس نے جلدی جلدی ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیئے - وہ ایک ننھے سے مینڈک کی طرح تیرتی ہوئی دریا کی سطح پر آ گئی اور اس کے کنارے کی طرف آنے کی کوشش شروع کر دی - بڑی مشکل سے آخر وہ کنارے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئی -

کیٹی کا سانس پھول گیا تھا اور وہ زور زور سے سانس لے رہی تھی - جب ذرا اس کی حالت ٹھیک ہوئی تو وہ سوچنے لگی کہ اس حالت میں وہ کب تک زندہ رہ سکے گی - کوئی چوہا ، کوئی مینڈک ، کوئی آوارہ کتا اور بلی اسے کھا جائے گی اور کسی کو خبر بھی نہیں ہو گی - تو پھر وہ کیا کرے اور کہاں جائے ؟ سوچ سوچ کر کیٹی نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ وہ دریا کنارے کسی جھاڑی میں چھپ کر رات کا اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرے۔ جب رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل جائے تو وہ وہاں

سے نکل کر شہر سے باہر کسی غار یا کھوہ میں جا کر پناہ لے - شاید کبھی ماریا وہاں پہنچ جائے اور وہ اس کی جیب میں رہ کر باقی زندگی گذار دے - کیونکہ کیٹی نے پھر سے اپنے جسم کے بڑے ہونے کی امید چھوڑ دی تھی - سائنسی اعتبار سے جسم کے ذرات ایک بار اتنے زیادہ سکڑ کر دوبارہ بڑے نہیں ہو سکتے تھے - کیٹی نے اپنے آپ کو دریا کنارے کی جھاڑیوں کے پتوں اور شاخوں میں چھپا دیا - اتنے میں ایک مکڑی پتوں میں سے نکل کر اس کی طرف بڑھی اور اس کے ارد گرد اپنے جالوں کے تار بننے شروع کر دیئے - کیٹی نے زور زور سے ہاتھ پاؤں چلا کر مکڑی کے جالے کو توڑ ڈالا اور پھر وہاں سے نکل کر دوسری جھاڑی میں آ کر چھپ گئی - کیٹی نے اپنے جسم کو ایک بار پھر غور سے دیکھا - اس کا سفید خلائی لباس بھی اس کے ساتھ ہی چھوٹا ہو گیا تھا اور وہ آدھی انگلی کے سائز کی ایک چھوٹی سی سفید شیشی لگ رہی تھی - بڑے قد کی ہوتی تو ماریا کی تلاش میں نکلتی اور ہو سکتا تھا کہ وہ اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتی - کیونکہ کیٹی کو یقین تھا کہ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی قدیم مصر کے اس زمانے میں نمودار ہوئی ہو گی - یہ ہو سکتا

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے کہ وہ وہاں سے دور کسی مقام پر اُبھری ہو۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ قدیم مصر کے اس زمانے میں نہ آئی ہو۔

اب ماریا کی سنیں کہ وہ کہاں پر نمودار ہوئی۔

ماریا کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک گہرے تاریک اور اندھے کنوئیں میں پایا۔ یہ کنواں بالکل ایک اندھیرے پائپ کی طرح تھا جو زمین کے اندر دور تک چلا گیا ہو۔ ماریا نے زمین پر سے اچھل کر اوپر اڑنے کی کوشش کی مگر وہ تھوڑی دور اوپر جا کر پھر آہستہ آہستہ کنوئیں کی تہہ میں اتر آئی۔ ایک بار پھر اس نے اوپر اٹھنے کی کوشش کی۔ وہ پنجے زمین سے لگا کر زور سے اچھلی۔ اس بار وہ ذرا اور بلند ہوئی مگر کنواں بہت گہرا تھا اور وہ اگر ساری زندگی بھی کوشش کرتی رہتی تو باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ ماریا عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی۔

ماریا کی یہ حالت اس وجہ سے ہوئی تھی کہ اس نے عظیم دیوی سلامبو کو اس کی مرضی کے بغیر تین ہزار برس پرانے زمانے میں جانے کے لئے کہا تھا۔ سلامبو دیوی نے ماریا اور کیٹی کو قدیم مصر میں پہنچا تو دیا تھا مگر اسے اس کی سزا بھی دی تھی کہ اس نے ایک دوسری خلائی

عورت کو اپنے رازوں میں شریک کیا۔

ماریا کو اپنی غلطی کا احساس تھا مگر وہ مجبور تھی۔ کیٹی کی جان بچانا بہت ضروری تھا۔ اب اسے کیٹی کا خیال آیا کہ نہ جانے وہ کہاں اور کس حالت میں نمودار ہوئی ہوگی؟ یہ تو اس کی زندگی کا پہلا تجربہ تھا۔ خدا جانے اتنی زبردست تبدیلی کی وجہ سے کیٹی کے ذہن پر اس کا نفسیاتی اثر کیا پڑا ہوگا۔ خدا جانے وہ زندہ بھی ہے کہ نہیں۔

ماریا کو اتنا تو یقین تھا کہ کیٹی اس کے ساتھ ہی تین ہزار برس پرانے مصر کے زمانے میں داخل ہو چکی ہے۔ اب اسے تلاش کر کے اس تک پہنچنا تھا۔ پہلے تو ماریا کو عنبر اور ناگ کی فکر ہوا کرتی تھی۔ اب کیٹی کا ایک نیا فکر لگ گیا تھا۔ سب سے پہلے تو ضرورت اس بات کی تھی کہ کنوئیں سے کس طرح باہر نکلا جائے۔

اگر ماریا کنوئیں کی دیوار کے اندر جائے تو وہ جا تو سکتی تھی مگر آگے بھی زمین سے بلندی اتنی ہی رہتی اور ماریا کے لئے اتنی گہرائی سے اُچھل کر زمین کی سطح پر جانا مشکل تھا۔ یہی بات ماریا کو پریشان کر رہی تھی۔ اس نے کنوئیں میں غور سے دیکھا۔ کنوئیں کے پیندے

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پانی بالکل نہیں تھا ۔ صرف چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے تھے ۔ ماریا ابھی غور ہی کر رہی تھی اسے پہلے اونٹوں کی گھنٹیوں کی اور پھر آدمیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں ۔ یہ لوگ قدیم مصری زبان میں باتیں کر رہے تھے اور ان کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ پانی کی تلاش میں کنوئیں کے پاس آکر رک گئے ہیں اور اس میں ڈول ڈالنے والے ہیں ۔

ماریا خوش ہو گئی کیونکہ کنوئیں میں ڈول ڈالا جا رہا تھا ۔ یہ ڈول رسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور کنوئیں کی تہہ کے ساتھ آکر لگ گیا ۔ اوپر سے تین چار آدمیوں کے سر نیچے جھانک رہے تھے ۔ وہ ڈول کو بار بار کنوئیں کی تہہ کے پتھروں سے ٹکرا رہے تھے ۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کنوئیں میں پانی ہے کہ نہیں ۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ پانی نہیں ہے اور کنواں سوکھا ہوا ہے تو وہ ڈول کو اوپر کھینچنے لگے ۔

اس وقت ڈول کے ساتھ ماریا بھی چمٹی ہوئی تھی ۔

ماریا چونکہ غائب تھی اس لئے اس کا کوئی بوجھ نہیں تھا وہ ڈول کے ساتھ ہی کنوئیں سے باہر نکل آئی ۔ باہر دن

کی روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔ ماریا نے لوگوں کے لباس اور ریت کے ٹیلے اور درختوں کو دیکھ کر ہی معلوم کر لیا کہ وہ قدیم مصر کے زمانے میں پہنچ چکی ہے ۔ وہ تین ہزار برس پرانے اس ملک کے لوگوں اور ماحول سے اچھی طرح واقف تھی ۔ پانچ ہزار برس پہلے اس نے عنبر کے ساتھ مل کر اس ملک سے اپنے ہزاروں سال لمبے سفر کو شروع کیا تھا ۔

باہر اونٹوں کے پاس کچھ خانہ بدوش مصری لوگ کھڑے تھے ۔ وہ پانی کی تلاش میں تھے ۔ جب انہیں کنوئیں میں پانی نہ ملا تو وہ اونٹوں پر سوار ہو کر آگے کو روانہ ہو گئے ۔ ماریا نے ان کی باتوں سے محسوس کیا کہ مصر کا پرانا دارالحکومت تھیبس وہاں سے پیچھے کی جانب پچاس کوس کے صحرائی راستے پر ہے ۔ ماریا مصر کے شہر تھیبس جانا چاہتی تھی ۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ خلائی لڑکی کیتھی اسے وہیں ملے گی ۔ اس کے علاوہ اسے یہ بھی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے وہاں عنبر بھی ملاقات ہو جائے ۔ کیونکہ عنبر کا تعلق بھی قدیم مصر کے اسی شہر سے تھا ۔ آگے صحرا میں سفر کرنا فضول تھا کیونکہ آگے صحرا بہت لمبا تھا اور ماریا اگر چھ روز تک بھی سفر کرتی رہتی تو کسی

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑے شہر میں نہیں پہنچ سکتی تھی۔

یہ فیصلہ کرکے ماریا نے شہر تھیبس کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

صحرا میں اونٹوں کے قافلوں نے ایک راستہ بنا دیا تھا۔ اگرچہ اس راستے پر دھوپ چمک رہی تھی اور گرمی بہت تھی مگر غائب ہونے کی وجہ سے ماریا کو نہ دھوپ کچھ کہہ رہی تھی اور نہ ہی گرمی لگتی تھی۔ اس نے زمین سے تھوڑا سا بلند ہوکر آہستہ آہستہ شہر کی طرف ہوا میں تیر کر سفر کرنا شروع کر دیا۔

ابھی دن کا ایک پہر باقی تھا کہ ماریا کو دور سے قدیم مصر کے دارالحکومت تھیبس کے اہرام اور شہر کی اونچی دیوار دکھائی دینے لگی۔ دریائے نیل شہر کے قریب سے ہو کر گزر رہا تھا۔ یہ دریا ماریا کے لئے کوئی نیا نہیں تھا۔ آج سے پانچ ہزار برس پہلے وہ عنبر کے ساتھ یہاں گھوما کرتی تھی اور عنبر سے پہلی بار وہ اس دریا کے کنارے ملی تھی۔ اس نے عنبر کے ساتھ مل کر کئی فرعونوں کے دور دیکھے تھے۔

اگر ماریا دریا کے ساتھ ساتھ چلتی چلی جاتی تو اُسے شہر کے دروازے سے دو فرلانگ کے فاصلے پر جھاڑیوں

میں چھپی ہوئی خلائی لڑکی کیٹی ضرور مل جاتی۔ اگرچہ وہ بہت چھوٹی ہو چکی تھی اور ماریا اسے اتنی آسانی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مگر کیٹی ماریا کو ضرور دیکھ لیتی۔ لیکن قسمت کو یہی منظور نہ تھا۔ ماریا دریا سے ہٹ کر شہر کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ شہر میں آکر ماریا نے گھوم پھر کر خلائی لڑکی کیٹی، عنبر اور ناگ کی تلاش شروع کر دی۔

شہر اسی طرح کا پرانا شہر تھا جیسا اس نے ہزاروں سال پہلے دیکھا تھا۔ کچے ایک منزلہ مکانوں میں کہیں کہیں اونچی حویلیاں کھڑی تھیں۔ امیروں کی بیگمیں کنول کے پھول بالوں میں سجائے گھوڑوں اور ڈولیوں میں سوار بازاروں سے گزر رہی تھیں۔ شہر کے درمیان میں شاہی قلعہ تھا جس کے اندر فرعونِ مصر کا عالی شان محل تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مصر پر شمال کی جانب سے دشمن کا حملہ ہونے والا تھا۔ اور شہر میں فوجی تیاریاں زوروں پر تھیں۔

پھرتے پھراتے ماریا فرعونِ مصر کے شاہی معبد کی طرف نکل گئی۔ اس مندر میں مصر کے سب سے بڑے دیوتا "را" کا بہت بڑا بت بنا ہوا تھا۔ وہاں ایک دم سے شور مچ گیا کہ مصر کا شہنشاہ فرعون عبادت کے لئے آ رہا ہے۔ پجاری قطاریں باندھ کر دونوں طرف کھڑے ہوئے۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بھی ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ اتنے میں فرعونِ مصر کی سواری آ گئی۔ اس فرعون کا نام آمون تھا اور یہ بڑا امن پسند بادشاہ تھا۔ یہ جنگوں کے خلاف تھا اور امن سے زندگی بسر کرنا پسند کرتا تھا۔ جبکہ شاہی فوج کا سپہ سالار دشمن سے جنگ کرنا چاہتا تھا۔

شاہی جلوس میں فرعونِ مصر ایک بازو سینے پر باندھے ایک ہاتھ میں شاہی عصا تھامے سر پر تاج رکھے آہستہ آہستہ دیوتا کے بت کی طرف آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ملکۂ مصر تھی اور پیچھے سفید لباس والی کنیزیں مورچھل جھل رہی تھیں۔ ان کے پیچھے شاہی سپہ سالار آندلیس تھا جس کے خونخوار چہرے پر تلواروں کے زخموں کے نشان تھے۔ آندلیس کے ساتھ ساتھ اس کا ساتھی کپتان سپاہی بابق چل رہا تھا۔ دونوں کسی وقت ایک دوسرے سے راز داری سے کوئی بات کر لیتے تھے۔ کمر میں خنجر لٹکے ہوئے تھے۔

فرعون آمون دیوتا "را" کے قدموں میں جا کر جھک گیا اور آنکھیں بند کر کے عبادت کرنے لگا۔ سپہ سالارِ اعظم آندلیس اپنے ساتھی بابق کے ساتھ مندر کی دیوار کے ساتھ کھڑا اس سے آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگا۔ ماریا اتفاق سے ان کے قریب ہی کھڑی تھی اور ان کی باتیں اسے صاف

سنائی دے رہی تھیں۔

آندلیس کہہ رہا تھا۔ "ہمیں جو کچھ کرنا ہے آج رات کر دینا ہو گا۔ پھر وقت نکل جائے گا۔ یہ ہو سکتا ہے، دشمن کل تک مصر پہ حملہ کر دے۔"

بابق بولا۔ "تم جیسے کہو گے ویسے ہی ہو گا۔ میں نے کنیز شارلی کو راز میں لے لیا ہے۔ اسے دولت کا لالچ دیا گیا ہے۔"

آندلیس نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج رات فرعون کا کام تمام کر دیا جائے۔ تم اس کام کی نگرانی کرو گے۔ میں چھاؤنی میں ہوں گا۔ اطلاع ملتے ہی چھاؤنی پر قبضہ کر لوں گا اور پھر اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دوں گا۔"

"ایسا ہی ہو گا۔"

فرعون آمون عبادت سے فارغ ہو گیا تھا۔ وہ واپس مڑا تو سب لوگ واپس ہو کر فرعون کے پیچھے پیچھے ادب سے چلنے لگے۔ ماریا کو یہ امن پسند اور نیک دل فرعون بڑا اچھا لگا۔ اس کے خلاف قتل کی بھیانک سازش ہو رہی تھی۔ ماریا نے فرعون کی زندگی بچانے اور اس کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور جلوس کے ساتھ ساتھ شاہی محل کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف روانہ ہو گئی ۔

شاہی محل میں فرعون کے داخل ہوتے ہی بڑے دروازے کو بند کر دیا گیا ۔ فرعون اپنی ملکہ کے ساتھ محل کے اندر اپنے تخت پر آ کر بیٹھ گیا ۔ اس نے شاہی سپہ سالار آندلیس کو بلا کر کہا ۔

"آندلیس ! ہم تمہاری بہادری اور شجاعت کو تسلیم کرتے ہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ جنگ میں غریب رعایا کا قتلِ عام ہو اور ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے ۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دشمن کے ساتھ اس کی شرطوں پر صلح کر لی جائے ۔"

سپہ سالار آندلیس بولا ۔

" فرعونِ اعظم ! ربّ الشمس آپ کے فیصلے پر عمل کیا جائے گا ۔ لیکن غلام اتنا کہنے کی اجازت چاہتا ہے کہ ایک بار اس معاملے میں پھر غور کر لیا جائے ۔"

فرعون کے چہرے پر نورانی سکون تھا ۔ وہ بولا ۔

"ہم نے بہت غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے ۔"

سپہ سالار نے سر جھکا دیا ۔ فرعون تخت سے اٹھا ۔ اس نے اپنی ملکہ کا ہاتھ تھاما اور دربار سے اپنی خواب گاہ کی طرف نکل گیا ۔ دربار ہال میں آندلیس اکیلا رہ گیا ۔

صرف ماریا اس کے قریب کھڑی تھی جس کا آندلیس کو علم نہیں تھا ۔ پردے کے پیچھے ایک ستون کے عقب سے آندلیس کا نائب بابق نمودار ہوا ۔ آندلیس نے نیام سے خنجر نکال کر اس سے اپنے ناخن کاٹتے ہوئے کہا ۔

" تم نے فرعون کا حکم سن لیا ؟"

" جی ہاں ۔ سن لیا ۔"

" فرعون فیصلہ کر چکا ہے ۔" آندلیس نے کہا ۔

بابق نے سپہ سالار کے خنجر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ۔

" ہم بھی فیصلہ کر چکے ہیں ۔"

آندلیس بولا ۔ " اور اس فیصلے پر آج رات عمل ہو جائے گا ۔"

اس کے بعد سپہ سالار آندلیس اور بابق وہاں سے باہر نکل گئے ۔

ماریا نے سب کچھ سن لیا تھا ۔ اب وہ غور کرنے لگی کہ نیک دل فرعون کی جان کس طرح بچائی جائے ۔ بابق نے شاہی کنیز شارلی کا ذکر کیا تھا ۔ جس نے اس کو دولت کا لالچ دے کر اس بات پر تیار کیا تھا کہ وہ فرعون کے قتل میں ان کا ہاتھ بٹائے ۔ یہ قتل کس طریقے سے کیا جانے والا تھا ؟ ماریا کو اس بات کا پتہ چلانا تھا ۔ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لئے ضروری تھا کہ شاہی کنیز شارلی کو ڈھونڈھ کر یہ معلوم کیا جائے کہ وہ فرعون کو ہلاک کرنے کے لئے کیا سازش کر رہی ہے ۔

ماریا شاہی محل میں گھومتی پھرتی محل کے باغ میں آ گئی ۔ یہاں تالاب کے کنارے گھنے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں شاہی شہزادیاں چاندی کی کرسیوں پر بیٹھی آرام کر رہی تھیں اور کنیزیں ان کی خدمت میں لگی تھیں ۔ ماریا کو شاہی کنیز شارلی کی تلاش تھی ۔ اتنے میں فرعون کی بڑی بہن وہاں آ گئی ۔ سب کنیزیں اسے دیکھ کر ادب سے کھڑی ہو گئیں ۔ اس نے آواز دی ۔

"شارلی ! میرے ساتھ آؤ ۔"

فرعون کی بہن نے ماریا کا ایک بڑا مسئلہ حل کر دیا تھا ۔ کنیزوں کے جھرمٹ میں سے ایک سانولے رنگ کی دبلی پتلی مگر پکی عمر کی کنیز آگے بڑھی اور فرعون کی بہن کے ساتھ محل کی بارہ دریوں کی طرف روانہ ہو گئی ۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ گئی ۔

شاہی محل کی مختلف بارہ دریوں اور برآمدوں سے گزرنے کے بعد فرعون کی بہن شاہی کنیز شارلی کو لے کر ایک ایسے کمرے میں آ گئی جہاں مصر کی فوج کا سپہ سالار آندیس

پہلے سے موجود تھا ۔ اس نے فرعون کی بہن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کرسی پر بٹھا لیا اور شارلی سے کہا ۔

"کیا تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں کیا کرنا ہو گا ؟"

شارلی نے سر جھکا کر کہا ۔

"جی ہاں حضور !"

فرعون کی بہن نے کہا ۔

"اگر تم نے فرعون کو کامیابی کے ساتھ زہر دے کر موت کی نیند سلا دیا تو ہم تمہیں مالا مال کر دیں گے ۔"

آندیس بولا ۔ "میں فرعون ہوں گا اور فرعون کی یہ خوبصورت بہن میری ملکہ ہو گی ۔"

فرعون کی بہن نے کہا ۔ "اور شارلی ہماری کنیزِ خاص ہو گی ۔ ہم تمہیں شمالی مصر کے دو گاؤں بھی انعام میں عطا کریں گے ۔"

آندیس نے کہا ۔ "لیکن شرط یہ ہے کہ فرعون کو ایسا زہر دیا جائے جو اندر ہی اندر اس کا خاتمہ کر دے اور شاہی طبیب کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ فرعون کو زہر دیا گیا ہے ۔"

شارلی نے کہا ۔ "میرے دیئے ہوئے زہر کا کوئی قیامت

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک بھی سراغ نہ لگا سکے گا۔"

فرعون کی بہن بولی۔ "ہم نے تمہیں اس کام کے لئے اس لئے چُنا ہے کہ میرا بھائی فرعونِ مصر شاہی محل میں صرف تم پہ بھروسہ کرتا ہے اور صرف تمہاری دی ہوئی کسی چیز کو دوسرے سے چکھوائے بغیر پی جاتا ہے۔"

شارلی بولی۔ "میں جانتی ہوں حضورِ انور! میں فرعون کے اسی بھروسے اور اعتماد کا فائدہ اٹھاؤں گی۔"

سپہ سالار نے کہا۔ "یہ کام تمہیں آج رات ہی کرنا ہوگا تاکہ کل کا سورج مجھے اور میری نئی ملکہ کو مصر کے شاہی تخت پر دیکھے۔"

شارلی بولی۔ "آپ فکر نہ کریں۔ میرا زہر بڑا قاتل ہے۔ کل صبح آپ شاہی تخت پر بیٹھے ہوں گے۔"

"شاباش! ہمیں تم سے یہی امید ہے۔ اب تم جا سکتی ہو۔"

شارلی نے ادب سے جُھک کر دونوں کو سلام کیا اور کمرے سے نکل گئی۔ ماریا اب اسے اکیلی نہیں چھوڑنا چاہتی تھی اس وقت شام ہو چکی تھی اور محل میں ہر طرف شمعیں، مشعلیں اور فانوس روشن ہو گئے تھے۔ شارلی ملکہ کی خوابگاہ میں آگئی۔ اس نے اپنے دل میں یہ پروگرام بنایا تھا کہ

فرعون کو رات کے ٹھیک بارہ بجے زہر دیا جائے۔ فرعون آدھی رات کو عبادت کے بعد شارلی کو بلا کر اس کے ہاتھ سے کنول کا عرق پیا کرتا تھا۔ فرعون کو زہر دینے کا یہ بڑا نادر موقع تھا۔ اس طرح کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی اور صبح کو فرعون مرا ہوا پایا جاتا۔

شارلی کا باپ کسی زمانے میں فرعون کا شاہی طبیب ہوا کرتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد شارلی پہ فرعون بہت زیادہ بھروسہ کرنے لگا اور رات کے وقت اپنا خاص مشروب شارلی کے ہاتھ سے ہی پیا کرتا تھا۔ شارلی کے باپ نے بادشاہ کے دشمنوں کے لئے قسم قسم کے زہر تیار کر رکھے تھے۔ ان میں ایک ایسا زہر بھی تھا جو بالکل پھیکا اور سفید تھا۔ اگر سادہ پانی میں بھی ڈالا جائے تو نہ پانی کا رنگ بدلتا تھا اور نہ اس کے ذائقے میں کوئی فرق آتا تھا۔ اس زہر کے پیتے ہی انسان کے سارے جسم پہ فالج گر جاتا تھا اور وہ نہ بول سکتا تھا اور نہ کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ اگر اس کا جسم بھی کھول کر دیکھا جائے تو کوئی یہ پتہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اسے زہر دیا گیا ہے۔ شارلی نے یہ زہر ہیرے کی ایک خاص انگوٹھی میں بند کرکے اپنے کمرے کے ایک صندوق میں رکھا ہوا تھا۔ جس کو تالا لگا تھا۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگی ۔ ماریا بھی اس کے ساتھ لگی تھی ۔

ماریا کو ہم فرعون کے شاہی محل میں چھوڑتے ہیں ۔ اور دریائے نیل کے کنارے جھاڑیوں میں چھپی ہوئی خلائی لڑکی کیٹی کے پاس آتے ہیں ۔ اور دیکھتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہے ۔

خلائی لڑکی کیٹی اندھیرا ہونے کا انتظار کر رہی تھی ۔ جونہی سورج غروب ہوا اور شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا تو کیٹی جھاڑیوں اور کنول کے پھولوں میں سے نکل کر دریا کے ساتھ ساتھ چلنے لگی ۔ چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کے ساتھ وہ آدھے گھنٹے میں بڑی مشکل سے سو قدم تک چل سکی ۔ لمبی لمبی دریائی گھاس میں اس کو خراشیں بھی آ گئیں اور کئی چوہے اور مینڈک بھی نکل کر اس کے پیچھے دوڑے مگر کیٹی نے کسی نہ کسی طرح ان سے اپنی جان بچائی ۔ اس نے سوچا کہ دریا پار چلا جائے ۔ کیونکہ دریا کے دوسرے کنارے پر آبادی نہیں تھی اور روشنی بھی نظر نہیں آ رہی تھی ۔ اب سوال یہ تھا کہ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے لئے دریا کس طرح پار کیا جائے ۔

کیٹی دریا کنارے لمبی لمبی گھاس کے درمیان چھوٹی سی

انگلی کی طرح کھڑی ہو گئی ۔ اس کے سامنے نظروں کے نیچے دریا اسے سمندر لگ رہا تھا ۔ ایک چیونٹی اس کے پاؤں کے اوپر سے گزر گئی ۔ کیٹی کو یہ چیونٹی بڑے چوہے جتنی دکھائی دی ۔ وہ اچھل کر پرے ہٹ گئی ۔ اتنے میں لکڑی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تیرتا ہوا اس کے قریب سے گذرا ۔ کیٹی اس کے ساتھ ساتھ کنارے پر دوڑنے لگی ۔ جب وہ اس کے بالکل سامنے آ گیا تو اس پر چھلانگ لگا دی ۔ کیٹی کا بوجھ اتنا نہیں تھا کہ لکڑی کا ٹکڑا پانی میں چلا جا رہا تھا اور کیٹی دوسرے کنارے پر جانا چاہتی تھی ۔ اس نے ایک ہاتھ سے چپو کا کام لینا شروع کیا ۔ اس کا ہاتھ انار کے دانے جتنا تھا ۔ پھر بھی لکڑی کے ٹکڑے پر اس کا اثر ہونے لگا ۔ اور اس کا رُخ دوسری جانب کنارے کی طرف ہو گیا ۔ یہ کیٹی کی خوش قسمتی تھی کہ دریائے نیل کا پاٹ چوڑا نہیں تھا ۔ تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد لکڑی کا ٹکڑا دوسرے کنارے پر جا لگا ۔ کیٹی نے کنارے پر چھلانگ لگا دی ۔

دریا کا یہ کنارہ ویران تھا اور کھجور اور زیتون کے درخت دور دور تک اُگے ہوئے تھے ۔ زمین ریتلی تھی ۔ خلائی لڑکی کیٹی کی چھوٹی چھوٹی نقطوں کی طرح کی چوکور نیلی آنکھیں اندھیرے میں بھی بہت کچھ دیکھ لیتی تھیں ۔ اسے تھوڑے فاصلے

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر ایک ٹیلہ نظر آیا۔ کیٹی اس ٹیلے کی طرف چلنے لگی۔ ٹیلے کا فاصلہ اتنا زیادہ نہیں تھا۔ اگر وہ چھوٹی نہ ہو گئی ہوتی اور عام قد کاٹھ کی ہوتی تو وہ یہ فاصلہ دو منٹ میں طے کر لیتی۔ مگر اب اتنا چھوٹا سا فاصلہ طے کرنا اس کے لئے مصیبت بن گیا تھا۔ ٹیلے تک پہنچتے پہنچتے اس نے چھ سات بار راستے میں سانس لیا اور جب ٹیلے کے پاس پہنچی تو اس کا دم پھولا ہوا تھا۔ وہ ریت پر سیدھی لیٹ گئی کہ تھوڑا آرام کرے۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ یہ سوچ کر اس کی آنکھوں میں اداسی چھا گئی کہ ان ہی ستاروں میں ایک ستارہ ایسا ہے جہاں سے وہ آئی تھی اور کہاں سے کہاں کس حالت میں پہنچ گئی ہے۔ ایک بار تو اس کے دل میں خود کشی کرنے کا خیال بھی آیا۔ اس نے سوچا کہ دریا میں اپنے آپ کو گرا دے اور مر جائے تاکہ اس اذیت ناک زندگی سے نجات مل جائے۔ لیکن پھر اسے ماریا کا خیال آ گیا۔ اس نے سوچا کہ شاید یہیں کہیں ماریا سے اس کی ملاقات ہو جائے۔ ماریا کے خیال سے اس نے مرنے کا ارادہ دل سے نکال دیا۔

تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد اس نے اٹھ کر چھوٹے چھوٹے چڑیا سے بھی چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے ٹیلے کا جائزہ لیا۔ ایک جگہ ٹیلے میں غار بنا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ غار

بڑا محفوظ ہے۔ یہاں وہ لوگوں اور درندوں کی نظروں سے بچ کر ماریا کا انتظار کر سکے گی۔ وہ غار میں چلی گئی۔ اندھیرے میں بھی وہ غار کے پتھروں سے گزرتی آگے جا کر ایک کھلی جگہ میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے بڑے پتھر کے پیچھے جا کر بیٹھ گئی۔ دریا کنارے اسے بھوک لگی تھی تو اس نے تھوڑی سی تازہ گھاس کھا کر پانی پی لیا تھا۔ گھاس کے دو تین خوشوں سے ہی اس کی بھوک مٹ گئی تھی اور پانی کے دس بارہ قطروں نے اس کی پیاس بجھا دی تھی۔ اب اسے نہ بھوک تھی اور نہ پیاس۔ اسے نیند آنے لگی۔ اس نے اپنی چھوٹی آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

ابھی اس کی آنکھ ہی لگی تھی کہ ایک دھماکے کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ یہ دھماکہ ایک آدمی کے جوتوں کی آواز تھی جو غار میں اس کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ کیٹی نے آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ اسے ایک آدمی کی ٹانگیں درخت کی طرح اوپر جاتی دکھائی دیں۔ اس آدمی نے اپنے ساتھی کو آواز دی۔

"کرتوخ! اندر آ جاؤ۔ یہ جگہ ٹھیک رہے گی۔"

اس کا ساتھی کرتوخ بھی غار کے اندر آ گیا۔ انہوں نے غار میں آگ روشن کر دی اور تھیلا کھول کر اس میں سے رسیاں، آنکڑے، خنجر اور چمڑے کا ایک تہہ کیا ہوا ٹکڑا نکالا

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اسے زمین پر پھیلا کر غور سے دیکھنے لگے ۔

خلائی لڑکی کیٹی پتھر کے پیچھے لگی اوٹ سے انہیں دیکھ رہی تھی ۔ اسے صرف آگ کے بڑے بڑے شعلے اور دونوں آدمیوں کے بھاری بھاری ہاتھ اور موٹی موٹی انگلیاں دکھائی دے رہی تھیں ۔ جو اسے پھولی ہوئی شکر قندی کی طرح لگ رہی تھیں ۔

کیٹی نے ان دونوں کی باتوں پر کان دھر دیئے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگی کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہے ہیں ۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کیٹی نے اپنے ذہن میں ایک انوکھی تبدیلی محسوس کی ۔ وہ دونوں آدمی قدیم مصری زبان بول رہے تھے اور کیٹی نے محسوس کیا کہ وہ ان کی باتوں کا مطلب سمجھ رہی ہے ۔ وہ کسی بڑے قیمتی ہیرے کو چرانے کی باتیں کر رہے تھے ۔ کیٹی غور سے ان کی باتیں سننے لگی ۔

"کرتوخ ! اگر یہ ہیرا ہمارے ہاتھ آ گیا تو پھر باقی ساری زندگی ہمیں چوریاں کرنے اور ڈاکے مارنے کی ضرورت نہیں رہے گی ۔ سپہ سالار آندیس کو یہ قیمتی ہیرا یمن کے بادشاہ نے تحفے میں دیا تھا ۔ یہ آلو جتنا بڑا ہے اور اگر ہم اسے ملک روم میں لے جا کر بادشاہ کے پاس فروخت کر دیں تو ہمیں اتنی دولت ملے گی کہ سنبھالی نہ جائے گی ۔"

کرتوخ یعنی دوسرا چور بولا ۔

"اسی لئے تو میں نے سپہ سالار آندیس کے گھر کے اندر کا سارا نقشہ تیار کیا ہے ۔ دیکھو ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں الماری کے دراز میں یہ ہیرا رکھا ہوا ہے ۔ یہاں سے دس قدم کے فاصلے پر کھڑکی ہے ۔ اس کھڑکی کے اوپر جالی دار پتھر کا روشندان ہے ۔ ہم سپہ سالار کی چھت پر سے رسا لٹکا کر اس روشندان تک اتریں گے اور پھر اسے توڑ کر کمرے میں چھلانگ لگا دیں گے ۔ اس کے بعد الماری کے اس دراز کو توڑنا ہو گا ۔ جس کے اندر قیمتی ہیرا ہے ۔"

دوسرے چور نے کہا ۔ "اس طرح سے شور پیدا ہو گا ۔"

کرتوخ نے کہا ۔ "میں نے اپنے خاص نوکر سے معلوم کر لیا ہے کہ سپہ سالار آندیس آج کی رات اپنی حویلی میں نہیں ہو گا ۔ وہ آج کی رات چھاؤنی میں گذارے گا ۔"

"مگر گھر میں اس کے پہرے داروں کی فوج ہر وقت موجود رہتی ہے ۔"

کرتوخ بولا ۔ "ہم دراز کو آہستہ سے توڑیں گے ۔"

دوسرے چور نے کہا ۔ "کیا ہم دراز کو توڑے بغیر اس کے اندر سے قیمتی ہیرا نہیں نکال سکتے ؟"

کرتوخ ہنس پڑا ۔ "اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم ہیں

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کوئی چھپکلی بن کر دراز کے سوراخ میں سے اندر داخل ہو جائے اور پھر اندر کے تالے کی کنڈی کھول دے۔"

دوسرا چور سوچ میں پڑ گیا۔ "ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ کاش ہم میں سے کوئی چھپکلی بن کر دراز کے اندر جا سکتا۔"

پھر اس نے چمڑے کا نقشہ تہہ کر کے تھیلے میں رکھا اور رسی کھول کر بولا۔

"اسے یہاں سے کاٹ دو۔ اس کے دو پھندے بن جائیں گے۔"

کرتوخ نے کہا۔ "خنجر کی دھار کند نہ کرو۔ ہو سکتا ہے تمہیں وہاں کسی کو قتل کرنا پڑ جائے۔ وہ پتھر اٹھا کر رسی پر مارو۔ رسی کٹ جائے گی۔"

خلائی لڑکی کیٹی یہ نہ دیکھ سکی کہ کرتوخ نے کس پتھر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ورنہ وہ وہاں سے دوڑ کر دوسرے پتھر کے پیچھے چلی جاتی۔ کرتوخ چور نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تھا جس کے پیچھے وہ خود چھپی ہوئی تھی۔ کیٹی کے لئے تو وہ ایک بہت بڑا پتھر تھا۔ مگر چوروں کے نزدیک وہ ایک آدھ سیر وزن کا ایک معمولی پتھر تھا۔ دوسرے چور نے ہاتھ پیچھے لے جا کر جونہی پتھر اٹھایا اس کے پیچھے سے اسے ایک عجیب و غریب شے ایک طرف کو بھاگتی ہوئی نظر آئی۔ چور ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

کرتوخ بولا۔ "کیا ہوا؟ سانپ نکل آیا ہے؟"

"سانپ نہیں۔ کوئی عجیب شے تھی۔"

"کیڑا مکوڑا تھا کیا؟"

"کیڑا مکوڑا ہی تھا۔ مگر اس کے ہاتھ پیر انسانوں جیسے تھے۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟"

مگر چور نے مشعل روشن کر لی تھی اور پتھروں کے پیچھے چھپی ہوئی کیٹی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ کیٹی بے چاری کے لئے اب وہاں سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ بھاگ بھی نہیں سکتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر بھاگنے کی کوشش بھی کرتی تو چور بڑے آرام سے اس کے اوپر اپنی ہتھیلی رکھ کر اسے اپنی مٹھی میں قید کر لیتا۔ چور نے ایک پتھر اٹھا کر پرے پھینکا تو پیچھے کیٹی سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔ اتنی ننھی سی بہت ہی چھوٹی، چڑیا سے بھی چھوٹی ایک مکمل لڑکی کو دیکھ کر چور دنگ رہ گئے۔ سب سے زیادہ حیرت انہیں کیٹی کی چکور نیلی آنکھیں دیکھ کر آئی۔

"کرتوخ! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟"

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زہر کا گلاس بدل گیا

چور کرتوخ بھی جھک کر دیکھنے لگا۔

اس نے چھوٹی سی خلائی لڑکی کیٹی کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ کیٹی چوہیا کی طرح کبھی ادھر بھاگ رہی تھی۔ دونوں چور حیران تھے کہ یہ کونسی مخلوق ہے۔ کیٹی ایک چھوٹے سے پتھر کے نیچے گھسنے لگی تو کرتوخ نے پتھر کے آگے ہاتھ رکھ دیا۔ کیٹی دوسری طرف بھاگی تو کرتوخ نے اس کے اوپر اپنا انگوٹھا رکھ دیا۔ کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ دونوں چوروں کو کیٹی کی ننھی ننھی چیخیں سنائی دیں۔ کرتوخ نے انگوٹھا اٹھا لیا۔ کیٹی زمین پر اوندھی لیٹی ہوئی تھی۔ کرتوخ کے ساتھی نے کیٹی کو ننھی چوہیا کی طرح انگلی سے پکڑ کر اٹھایا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کر مشعل کی روشنی کے پاس لے آیا۔

"یہ عورت اتنی چھوٹی کیسے ہو گئی کرتوخ؟"

کرتوخ اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ضرور اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔"

دوسرے چور نے غور سے کیٹی کو ایک بار پھر دیکھا اور کہا۔

"اس کی آنکھیں نیلی اور چوکور ہیں۔ بال سیہہ کی طرح سر پر کھڑے ہیں۔ اس نے کپڑے بھی پہن رکھے ہیں۔"

کرتوخ نے جھک کر کیٹی کی آنکھوں کو دیکھا اور بولا۔

"تو کون ہے؟ تجھ پر کس نے جادو کیا ہے؟"

خلائی لڑکی نے کہا۔ "ایک جادوگرنی نے مجھے جادو کے ذریعے چھوٹا کر دیا ہے۔"

کرتوخ اپنے ساتھی چور کو دیکھ کر جانور کی طرح ہنسا اور بولا۔

"اب ہمیں قیمتی ہیرے والے دراز کا تالا توڑنے کی ضرورت نہیں۔"

"وہ کیوں؟"

کرتوخ بولا۔ "دراز کے اندر یہ طلسمی عورت جائے گی۔"

دوسرا چور اس کا منہ تکنے لگا۔ ترکیب بڑی معقول تھی۔ کرتوخ بولا۔

"ہمیں کمند کی مدد سے سپہ سالار کے کمرے میں بھی جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہم اس طلسمی عورت کو بھیجیں گے۔"

کیٹی سب کچھ سن رہی تھی۔ وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔ وہ چوری نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے چیخ کر کہا۔

"میں نے تمہاری سب باتیں سن لی تھیں۔ میں چوری

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں کروں گی۔"

کرتوخ نے کیٹی کی گردن کو دو انگلیوں سے پکڑ کر دبانا شروع کر دیا۔

"اگر ہمارے کہنے پر عمل نہیں کرے گی تو ہم تمہیں کچل کر رکھ دیں گے۔ تمہیں بھوکا پیاسا مار ڈالیں گے۔ بول جو ہم کہیں گے کرے گی کہ نہیں؟"

خلائی لڑکی کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ موت اس کی آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ اس نے ننھے ننھے بازو ہلا کر کہا۔

"میں تمہارا کہا مانوں گی۔ مجھے چھوڑ دو۔"

"ہا ہا ہا ہا" کرتوخ نے قہقہہ لگایا۔

اس کا ساتھی بولا۔ "ہم اب تمہیں صرف اس وقت چھوڑیں گے جب تو ہمارا کام کامیابی سے مکمل کر دے گی۔"

کیٹی سمجھ گئی کہ یہ چور اس سے کیا کام لینا چاہتے تھے۔ انہوں نے اسی وقت کیٹی کے گلے میں چھوٹی سی مضبوط رسّی ڈال دی۔ پھر اس رسّی کے سرے کو کرتوخ نے اپنی کلائی سے باندھ لیا۔ اب انہوں نے خلائی لڑکی کو اچھی طرح سے سمجھایا کہ اگر وہ زندہ رہنا چاہتی ہے تو اسے کیا کرنا ہوگا۔ جب رات ذرا گہری ہو گئی تو وہ اسے لے کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رات کے اندھیرے میں مصر کی شاہی فوج کے سپہ سالار آندلیس

کی شاہی حویلی کی طرف روانہ ہو گئے۔

کرتوخ نے خلائی لڑکی کیٹی کو اپنے کرتے کی چھوٹی سی جیب میں ڈال رکھا تھا۔ جیب کے اندر کیٹی کو چور کے موٹے کرتے کی بو بڑی بری لگ رہی تھی۔ وہ جیب میں ایک طرف لگ کر بیٹھی تھی۔ مگر گھوڑے کی حرکت کی وجہ سے وہ بھی ہل رہی تھی اور اس کی پسلیاں درد کرنے لگی تھیں۔ سپہ سالار کی حویلی سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر دونوں چور گھوڑوں سے اتر گئے۔ انہوں نے گھوڑے ایک درخت کے سائے میں باندھے اور خود اندھیرے میں چلتے حویلی کے پچھواڑے آ گئے۔ یہاں حویلی کی دیوار قلعے کی دیوار کی طرح ذرا ڈھلوان تھی اور اوپر لوہے کی نوکیلی سلاخیں لگی تھیں۔ دونوں چور اب اشاروں سے باتیں کر رہے تھے تاکہ ان کی آواز کوئی سن نہ لے۔ کرتوخ نے اشارہ کیا۔ دوسرے نے کندھے سے لپٹا ہوا رسّہ اتار دیا۔ اس کے سرے پر آنکڑا بندھا ہوا تھا۔ اس نے گھما کر کمند اوپر سلاخوں پر پھینکی۔ آنکڑا سلاخوں سے ٹکرایا تو آواز پیدا ہوئی۔

دونوں چور وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ آواز کسی سپاہی یا پہرے دار نے نہیں سنی تو وہ ایک ایک کر کے اس رسّے کی مدد سے دیوار پھاند کر حویلی کی چھت پر آ گئے۔ سارا نقشہ ان کے ذہن میں تھا۔ اور حویلی کا ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نوکر ان کے ساتھ ملا ہوا تھا ۔ اس نے کھڑکی اور الماری کھول رکھی تھی ۔ مگر وہ دراز نہیں کھول سکتا تھا۔ کیونکہ اس کی چابی سپہ سالار آنذیس خود اپنے پاس رکھتا تھا ۔

دونوں چور چھت پر دبے پاؤں چلتے ہوئے اس جگہ آگئے جہاں چھت کی منڈھیر سے ایک منزل نیچے اس کمرے کی کھڑکی تھی جہاں الماری کے اندر انمول ہیرا پڑا تھا ۔ کرتوخ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ننھی خلائی لڑکی کیٹی کو باہر نکالا اور بڑی غصّے بھری آواز میں کہا ۔

"سن اے شیطان کی چیلی ! ہم تمہیں کمرے میں بھیج رہے ہیں ۔ اگر اندر جا کر تم نے شور مچانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا تمہاری گردن میں رسّی بندھی ہوئی ہے اور اس کا سرا میرے ہاتھ میں ہو گا اور رسّی لوہے کی تار کی طرح مضبوط ہے۔ میں اُوپر سے رسّی کو جھٹکے کے ساتھ کھینچ لوں گا اور تمہاری گردن تن سے جدا ہو جائے گی ۔ بول ! کیا شور مچائے گی؟"

کیٹی کی جان مصیبت میں پھنسی تھی ۔ اسے کیا پڑی تھی کہ شور مچاتی ۔

"نہیں ۔ میں شور نہیں مچاؤں گی ۔ مگر بعد میں تم کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہو گا۔"

"ہاں ۔ ہم وعدہ پورا کریں گے اور تمہیں آزاد کر دیں

گے ۔"

کرتوخ چور نے خلائی لڑکی کیٹی کی گردن میں بندھی ہوئی رسّی کے سرے کو بڑی رسّی کے ساتھ باندھا ۔ کیٹی سے کہا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے ہوا میں جھولنے لگی ۔ مگر اس نے رسّی کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھا ۔ کرتوخ آہستہ آہستہ رسّی نیچے کرنے لگا۔ جب رسّی عین کھڑکی کے سامنے پہنچ گئی تو کیٹی نے رسّی کو آہستہ سے ہلا دیا ۔ کرتوخ چور نے رسّی وہیں روک لی ۔

کیٹی نے دونوں ہاتھوں سے کھڑکی کے ایک پٹ کو زور سے دھکیلا ۔ اگر وہ بڑے قد کی ہوتی تو کھڑکی ذرا سا دبانے سے کھل جاتی ۔ کیونکہ چوروں کے ساتھ ملے ہوئے نوکر نے اندر سے چٹخنی کھول رکھی تھی ۔ تین چار بار زور لگانے کے بعد بڑی مشکل سے کھڑکی کا پٹ اتنا کھل سکا کہ کیٹی اس میں سے اندر داخل ہو گئی ۔ اندر جاتے ہی اس نے رسّی کو ہلایا تاکہ اسے ذرا اور ڈھیل دی جائے ۔ کیونکہ اب اسے کھڑکی سے نیچے قالین پر اترنا تھا ۔

رسّی ڈھیلی ہو گئی اور کیٹی بڑے آرام کے ساتھ رسّی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے تاکہ اس کا گلا نہ دب جائے ۔ نیچے قالین پر آ گئی ۔ کمرہ بڑا عالی شان تھا ۔ نیلے رنگ کے قالین بچھے

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے ۔ محرابی ستونوں کے درمیان سرخ رنگ کے مخمل کے پردے لٹک رہے تھے ۔ کمرے میں اندھیرا تھا ۔ کہیں کوئی موم بتی تک نہیں جل رہی تھی۔ چوروں نے کیٹی کو بتایا تھا کہ کمرے کے ایک کونے میں سنہری رنگ کی الماری ہو گی جو کھلی ہو گی۔ اس کے اندر ایک دراز ہوگا ۔ اس میں ایک سوراخ ہوگا۔ اسے اس سوراخ میں داخل ہو کر ہیرے کو پوٹلی میں ڈال کر پوٹلی رسّی کے ساتھ باندھ دینی ہو گی ۔ پھر وہ رسّی کو زور سے تین بار ہلائے تاکہ اسے اُوپر کھینچ لیا جائے ۔

کیٹی نے دیکھا کہ کونے میں ایک سنہری الماری تھی۔ وہ الماری کے پاس آگئی ۔ ایک بار پھر زور لگا کر اس نے کھلی ہوئی الماری کا پٹ تھوڑا سا کھولا اور اس کے ایک خانے میں چڑھ کر داخل ہو گئی ۔ اس خانے میں ایک دراز بنا ہوا تھا۔ دراز میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا ۔ کیٹی اس سوراخ میں سے دراز کے اندر داخل ہو گئی ۔ اندر اندھیرا تھا ۔

کیٹی نے ایک ڈبیا کے اوپر چڑھ کر مخمل کے کپڑے کو پرے ہٹایا تو دراز کے اندر ایک بے حد قیمتی ہیرے کی شعاعیں پھیل گئیں ۔ یہ ہیرا ایک آلو جتنا بڑا تھا اور اس میں سے نُور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں ۔ کیٹی ہیرے کو اٹھا کر تھیلی میں ڈالنے کی کوشش کرنے لگی تو اچانک اس کی نظر پاس پڑے

ایک خنجر پڑ گئی ۔

خلائی لڑکی کیٹی کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح چمک اٹھا ۔ وہ ایک سیکنڈ کے لیے خاموش کھڑی کچھ سوچتی رہی ۔ پھر اس نے اس رسّی کو دونوں ہاتھوں میں تھاما جو اس کی گردن کے ساتھ بندھی تھی اور اسے خنجر کی تیز دھار پر رگڑنا شروع کر دیا ۔ رسّی بڑی مضبوط تھی اور اس کے دھاگے بڑے آہستہ آہستہ کٹ رہے تھے ۔

اُوپر بیٹھے چوروں نے جب محسوس کیا کہ نیچے طلسمی عورت نے دیر لگا دی ہے تو انہوں نے رسّی کو دو بار کھینچا۔ جس کا مطلب تھا کہ کیا بات ہے؟ دیر کیوں لگا رہی ہو؟

کیٹی نے بھی رسّی کو ایک بار جھٹکا دے دیا ۔ جس کا مطلب تھا کہ فکر نہ کرو۔ مال مل گیا ہے ۔ میں اسے تھیلی میں ڈال رہی ہوں ۔ چور بڑے خوش ہوئے کہ ہر کام آسانی سے ہو رہا ہے ۔ انہیں صرف پہرے دار کا خطرہ تھا کہ کہیں ادھر نہ آ نکلے ۔ مگر اس کے لئے انہوں نے اپنے اپنے تیز دھار والے خنجر نکال کر پہلے ہی ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے ۔

کیٹی جلدی جلدی رسّی کو خنجر کی دھار پر رگڑ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ چھل گئے تھے ۔ اور سانس پھول گیا تھا ۔ رسّی

Mukhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ایک بار پھر دو بار ہلایا گیا - چور بے تاب ہو رہے تھے۔ کیونکہ کیٹی نے ان کے حساب کے مطابق کچھ زیادہ ہی دیر لگا دی تھی۔

کیٹی نے بھی ایک بار پھر رسّی ہلا کر ان کی تسلی کر دی اور زور زور سے رسّی کو خنجر پر رگڑنے لگی۔ رسّی کے مضبوط دھاگے خنجر کی تیز دھار سے رگڑ کھا کر ایک ایک کر کے کٹتے جا رہے تھے۔

آخر رسّی کٹ گئی - کیٹی آزاد تھی - صرف اس کی گردن میں رسّی بندھی ہوئی تھی - مگر دو انچ آگے جا کر رسّی کٹ چکی تھی۔

اب اس نے اپنی ترکیب کا دوسرا عمل شروع کر دیا۔ بڑی مشکل کے ساتھ خنجر اٹھا کر تھیلی میں ڈالا - اسے رسّی کے ساتھ باندھا اور رسّی کو تین بار ہلا دیا۔ چھت پر بیٹھے ہوئے دونوں چوروں نے جب رسّی کو تین جھٹکے لگتے محسوس کئے تو خوشی سے ان کے چہرے کھل گئے - اور انہوں نے آہستہ آہستہ رسّی کو اوپر کھینچنا شروع کر دیا۔ رسی کیٹی کی آنکھوں کے سامنے خنجر والی تھیلی کو لے کر دراز سے باہر نکل گئی - اس دراز کی کنڈی کیٹی نے اندر سے جاتے ہی کھول دی تھی تاکہ تھیلی کو باہر نکلنے میں آسانی ہو۔ قیمتی

ہیرا دراز میں ویسے ہی اپنی جگہ پر پڑا تھا۔ اس کی بجائے چوروں کی تھیلی سپہ سالار کا خنجر لے کر آہستہ آہستہ الماری سے نکل کر قالین پر سے کھسکتی ہوئی کھڑکی کی طرف جا رہی تھی۔

کرتوخ نے اپنے ساتھی چور سے کہا۔

"جلدی جلدی کھینچو"

دوسرا چور بولا۔ "وہ طلسمی عورت۔ زیادہ زور سے کھینچنے سے مر نہ جائے"

"ارے مرتی ہے تو مر جائے ہمیں کیا۔ ہیرا تو اس نے تھیلی میں ڈال ہی دیا ہے۔"

دوسرا چور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کرتوخ نے رسّی اپنے ہاتھ میں لے لی اور اسے زیادہ تیزی سے کھینچنے لگا۔ وہ مسکرایا۔

"رسّی بھاری ہے۔ بڑا قیمتی ہیرا ہے تھیلی میں"

"بس یہاں سے سیدھا گھوڑوں پر بیٹھ کر راتوں رات مصر کی سرحد سے نکل جائیں گے۔"

کرتوخ بولا۔ "اور اس بونی عورت کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔ روم کا بادشاہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوگا اور ہمیں انعام و اکرام دے گا۔"

Makhnoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہی ہی ہی" دوسرا چور ہنسا۔

رسی چھت کی منڈھیر تک آ گئی تھی۔ کرتوخ نے جھک کر اندھیرے میں نیچے دیکھا اور بولا۔

"تھیلی لٹکی نظر آ گئی ہے"

دوسرا چور بولا۔ اور بونی لڑکی؟ کہیں وہ وہیں تو نہیں رہ گئی یار؟"

"ارے رہ گئی ہے تو جہنم میں جائے۔ ہمارا ہیرا تو آ گیا ہے"

کرتوخ نے رسی ایک دم سے اوپر چھت پر کھینچ لی۔ اس کے ساتھ پوٹلی بندھی ہوئی تھی۔ مگر خلائی لڑکی کیشی کہیں نہیں تھی۔

"وہ کہاں چلی گئی؟"

"جہنم میں"

اور کرتوخ بے تابی سے پوٹلی کو کھولنے لگا۔ دوسرا چور بھی اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔ اندھیرے میں پوٹلی کھلی تو اندر سے ہیرے کی بجائے ایک خنجر نکل کر باہر چھت پر گرا پڑا۔ چوروں کے حواس گم ہو گئے۔ انہوں نے زور زور سے تھیلی کو الٹا کر ہلایا۔ اس کے اندر بار بار ہاتھ ڈال کر دیکھا مگر ہیرا کہیں نہیں تھا۔ کرتوخ چیخ اٹھا۔

"شیطان کی خالہ نے دھوکا کیا"

دوسرے چور نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ مگر اس کی آواز ایک پہرے دار نے سن لی تھی۔ اس نے خطرے کا بگل بجا دیا۔ چھت پر ایک دم سے مشعلیں روشن ہو گئیں اور پہرے دار سپاہیوں کا ایک دستہ تلواریں لہراتا ان کے سر پر آ گیا۔ ان سپاہیوں کو حکم تھا کہ آدھی رات کو سپہ سالار کی حویلی کی چھت پر کسی غیر آدمی کو دیکھیں تو وہیں قتل کر دیں۔ چنانچہ تلواریں بلند ہوئیں اور دوسرے ہی لمحے دونوں چوروں کی لاشوں کے ٹکڑے چھت پر پڑے تھے۔ سپاہی سپہ سالار آندلیس کا خنجر اٹھا کر ساتھ لے گئے۔

حویلی میں شور مچ گیا کہ چوروں نے سپہ سالارِ اعظم کے کمرے سے خنجر چوری کر لیا تھا اور چوروں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ حویلی کا سیکورٹی گارڈ چیف چار سپاہیوں کو لے کر سپہ سالار کے خاص کمرے کی طرف یہ دیکھنے کے لئے چلا کہ الماری میں سے خنجر کس نے نکال کر چوروں کو اوپر چھت پر رسی کے ساتھ باندھ کر پہنچایا تھا۔ اس رات سپہ سالارِ اعظم آندلیس اپنی حویلی میں نہیں تھا۔ کیونکہ اس رات فرعون کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی سازش ہو رہی تھی اور سپہ سالار پروگرام کے مطابق اس رات چھاؤنی میں اپنی فوج کے ساتھ

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا تاکہ جونہی صبح فرعون کے مرنے کی خبر پھیلے وہ شاہی محل پر قبضہ کرے۔

سپہ سالار آندبس کے چیف سیکورٹی گارڈ کو اختیار حاصل تھا کہ اگر ضرورت پیش آئے تو وہ اس کے کمرۂ خاص میں داخل ہو کر اس کی الماری بھی کھول سکتا ہے۔

خلائی لڑکی کیٹی پوٹلی میں خنجر رکھ کر اسے رسّی کے ساتھ باندھنے کے بعد الماری سے باہر نکل آئی تھی۔ چونکہ کمرے کے بڑے دروازے بند تھے اس لئے وہ باہر نہیں جا سکتی تھی۔ بس وہیں ایک کونے میں لگ کر بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی کہ صبح ہو، کوئی دروازہ کھولے اور وہ کسی طریقہ سے باہر نکل سکے۔

اچانک بڑا دروازہ زور سے کھل گیا۔

چیف سیکورٹی گارڈ تین سپاہیوں کے ساتھ تلواریں سونتے اندر داخل ہوا اور اس نے سپاہیوں کو کمرے کی تلاشی کا حکم دے دیا۔

کیٹی جلدی سے مخمل کے بڑے پردے کے پیچھے چھپ گئی۔ سپاہیوں نے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ چیف گارڈ کھلی الماری کے پاس گیا اور اس کے پٹ کو کھول کر دراز کو دیکھا۔ دراز بند تھا۔ اس کے پاس دراز کی چابی نہیں تھی۔

یہ چابی سپہ سالار کے پاس ہی تھی۔

کمرے میں ایک سپاہی کی چیخ بلند ہوئی۔ سب ادھر کو دوڑے۔ سپاہی خوف سے زرد ہو کر ایک طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"پردے کے پیچھے دیکھو۔ کوئی چڑیل ہے۔"

چیف گارڈ نے پردے کو زور سے پرے کھینچ دیا۔ اس کے پیچھے کیٹی قالین پر دیوار کے ساتھ ایک ننھی سی دو پیسے کی پلاسٹک کی گڑیا کی طرح لگی کھڑی تھی۔ چیف گارڈ قالین پر بیٹھ کر جھک گیا اور غور سے کیٹی کو دیکھنے لگا۔

"کون ہو تم؟"

کیٹی کی باریک سی منحنی آواز سنائی دی۔

"میں چور نہیں ہوں۔ چور چھت پر ہیں۔ انہوں نے مجھے ہیرا چرانے کے لئے بھیجا تھا۔ میری گردن میں رسّی باندھ دی تھی۔ مگر میں نے ہیرے کی جگہ خنجر ساتھ باندھ کر اوپر کر دیا۔"

"ہم نے چوروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہم تمہیں سپہ سالار اعظم کے حضور پیش کریں گے۔ لیکن کیا تم انسان ہو یا کوئی چڑیل ہو؟ تم اتنی چھوٹی سی کیوں ہو؟"

کیٹی نے کہا۔ "مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔"

Makhnoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے۔ تمہیں صبح سپہ سالار کے حضور پیش کیا جائے گا۔ آخری فیصلہ وہی کریں گے۔"

اور چیف گارڈ نے کیٹی کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ باقی سپاہی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چوکور آنکھوں والی اس ننھی سی عورت کو تک رہے تھے۔

○ ○ ○

رات کے ساڑھے گیارہ بجے تھے اور تین ہزار سال پہلے کے مصریوں کے حساب سے بھی رات کا دوسرا پہر گزر گیا تھا اور رات تیسرے پہر میں داخل ہونے والی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد فرعونِ مصر کو زہر دیا جانے والا تھا۔ سپہ سالارِ اعظم آندیس اپنے نائب بابلق کے ساتھ چھاؤنی کے ایک کیمپ میں جاگ رہا تھا۔ اس کے دو خاص آدمی شاہی محل میں کنیز شارلی کے ساتھ لگے مختلف لباسوں میں اس کی خبر گیری کر رہے تھے کہ اگر وہ فرعون کو زہر دینے سے ہچکچائے تو وہ فوراً اس کو ہلاک کر ڈالیں۔ لیکن فرعون کی کنیزِ خاص شارلی کو دولت کا بڑا لالچ تھا اور سپہ سالار اور

فرعون کی بہن نے شارلی کو بے پناہ دولت کا لالچ دیا ہوا تھا۔ اس لئے وہ ہر حالت میں فرعونِ مصر کو زہر دینے کا فیصلہ کئے ہوئے تھی۔

فرعون کی بہن بھی شاہی محل والی اپنی خواب گاہ میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی اور اس وقت کے انتظار میں تھی، جب شارلی اسے آکر بتائے کہ اس کے بھائی فرعون آمون کو زہر دے دیا گیا ہے اور صبح صبح اس کی موت کا اعلان کر دیا جائے۔

شارلی اس وقت فرعون کے کمرۂ خاص میں تھی۔ فرعون کی ملکہ بھی وہیں موجود تھی۔ فرعون عبادت میں مصروف تھا اور کنیز شارلی ملکۂ مصر کے بستر پہ کنول کے خوشبودار پھولوں کی پنکھڑیاں بکھیر رہی تھی۔ ملکہ تانبے کے بنے ہوئے گول آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے لمبے بالوں میں سونے کی کنگھی پھیر رہی تھی۔ ماریا بھی اسی کمرے میں تھی۔ وہ شام ہی سے شاہی کنیز شارلی کے ساتھ سائے کی طرح لگی ہوئی تھی اور اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھی۔

اتنے میں فرعون عبادت سے فارغ ہو کر اٹھا اور اپنے شاہی بستر پہ آکر بیٹھ گیا۔ شاہی کنیز شارلی نے جھک کر کہا۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"رب شمس کا حکم ہو تو کنول کا عرق تیار کر کے لاؤں ؟"
فرعون نے مسکرا کر کنیز کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم ہماری بہت خدمت کرتی ہو شارلی"

کنیز نے کہا۔ "رب شمس کی خدمت کرنا میرا ایمان ہے"

فرعون نے کہا۔ "آج کنول کے عرق کا ایک گلاس تم اپنے لئے بھی تیار کر کے لاؤ۔ ہم چاہتے ہیں کہ آج تم بھی ہمارے ساتھ عرق پیو۔"

"جو حکم رب شمس"

شارلی نے جھک کر کہا اور شاہی خواب گاہ سے ملے ہوئے ایک کمرے کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں کھانے پینے کا خاص سامان رکھا گیا تھا۔ یہاں کئی قسم کے عطر کی بوتلیں اور مربوں سے بھری ہوئی مرتبان اور پھولوں سے کشید کئے ہوئے عرق بھی تھے۔ ماریا بھی شارلی کے ساتھ ہی اس کمرے میں آگئی۔

شارلی کا پروگرام کچھ الٹ پلٹ ہو گیا تھا۔ فرعون آمون نے اس کو بھی کنول کا عرق پینے کی دعوت دے کر شارلی کو تھوڑی دیر کے لئے پریشان کر دیا تھا۔ مگر شارلی بڑے مضبوط دل و دماغ کی عورت تھی۔ فوراً سنبھل گئی اور الماری میں سے اس نے شیشے کے بالکل ایک ہی طرح کے دو گلاس نکال کر

چاندی کی تھالی میں رکھے۔ دونوں میں کنول کا عرق ڈال کر انہیں بھر دیا۔ پھر چپکے سے اپنی خاص خفیہ جیب میں سے ہیرے کی انگوٹھی نکالی۔ اس کا نگینہ الگ کر کے اس میں سے تھوڑا سا زہر ایک گلاس میں ڈال کر انگوٹھی دوبارہ اپنی خفیہ جیب میں رکھ کر چھپا لی۔

اس نے چاندی کی تھالی گلاسوں سمیت اس طرح اٹھائی کہ جس گلاس میں زہر ڈالا گیا تھا اس کا رُخ فرعون کی طرف تھا۔ پردہ اٹھا کر وہ خواب گاہ میں واپس آئی اور زہر والے گلاس کا رُخ فرعون کی طرف رکھتے ہوئے تھالی فرعون کے آگے سونے کے چھوٹے سے گول میز پر رکھ دی۔

ماریا یہ سارا خونی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

شارلی نے بڑے ادب سے جھک کر فرعون سے کہا۔

"آپ کا پسندیدہ عرق حاضر ہے رب شمس"

فرعون نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سفید ریشمی رومال کو ایک طرف پھینکتے ہوئے شالی سے کہا۔

"شارلی! رومال تو خراب ہو گیا ہے۔ ذرا مجھے نیا رومال نکال دو الماری میں ہے۔"

خواب گاہ میں سوائے شارلی، فرعون اور ملکہ مصر کے چوتھا کوئی بھی نہیں تھا جو گلاسوں کو اپنی جگہ سے ہلاتا۔ کم از کم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شارلی کو تو یہی معلوم تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ ماریا اس کے پاس ہی کھڑی ہے۔ شارلی بڑے اطمینان سے پیٹھ موڑ کر الماری کی طرف گئی اور نیا ریشمی رومال نکال کر لائی اور فرعون کی خدمت میں پیش کیا۔ فرعون نے رومال لے کر شارلی کا شکریہ ادا کیا اور گلاس اٹھا لیا۔ شارلی کے چہرے پر فتح کی چمک تھی۔ اس کی سکیم کامیاب ہو گئی تھی۔ فرعون نے گلاس میں سے دو گھونٹ پئے اور بولا۔

"بڑا مزیدار ہے عرق ملکہ! تم بھی پیو۔"

"شکریہ حضور! آپ تو جانتے ہیں کہ اس عرق سے مجھے زکام ہو جاتا ہے۔"

"تو پھر یہ سارا عرق ہم ہی پئیں گے۔"

اور فرعون نے سارا گلاس غٹاغٹ کر کے پی لیا۔ اس نے شارلی سے کہا۔

"تم بھی پیو ناں۔"

"جی پی رہی ہوں رب شمس!"

اور شارلی نے بھی سارا عرق پی کر گلاس خالی کر دیا۔ وہ بڑی خوش تھی۔ خوشی سے اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے تھے۔ فرعون نے زہر پی لیا تھا اور ابھی وہ مرنے والا تھا۔ اور شارلی کو بے پناہ دولت ملنے والی تھی۔ وہ ادب سے

کھڑی کنکھیوں سے بڑے غور سے فرعون کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ ایک منٹ۔ دو منٹ۔ تین منٹ گذر گئے۔ اب زہر کو اپنا اثر دکھانا چاہئے تھا۔ مگر فرعون بڑے اطمینان سے ملکہ کے ساتھ ہنسی مذاق کی باتیں کر رہا تھا۔ الٹا شارلی کو محسوس ہوا کہ اس کے پاؤں بھاری ہو رہے ہیں۔ وہ باہر کی طرف جانے لگی تو اسے اپنی ٹانگوں میں سے جان نکلتی محسوس ہوئی اس نے گھبرا کر اپنے گلاس کو دیکھا۔ گلاس وہی تھا۔ پھر یہ کیا ہو گیا ہے؟

ماریا فرعون کے پلنگ کے پاس کھڑی مسکرا رہی کیونکہ جب شارلی فرعون کے لئے نیا رومال کے لئے مڑی تھی تو ماریا نے گلاس بدل دیئے تھے اور زہر والے گلاس کا رُخ فرعون کی بجائے شارلی کی طرف ہو گیا تھا۔ اور شارلی زہر والے عرق کو سادہ عرق سمجھ کر غٹا غٹ پی گئی تھی۔ کسی کے لئے کنواں کھودنے والی خود اس کنوئیں میں گر گئی تھی۔

شارلی باہر کی طرف بھاگی مگر اس کے سارے جسم پر زہر کی وجہ سے فالج گر گیا اور وہ بے جان کٹے ہوئے درخت کی طرح دھپ سے قالین پر گری اور گرتے ہی مر گئی۔ فرعون اور ملکہ گھبرا کر شارلی کی طرف دوڑے۔ وہ مر چکی تھی۔ وہاں شور مچ گیا کہ شاہی کنیز شارلی مر گئی ہے۔ سپہ سالار اعظم آندلیس

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے جو دو خاص آدمی فرعون کی خواب گاہ کے باہر بھیس بدل کر کھڑے شارلی کے منہ سے فرعون کی موت کی خبر سننے کے لئے کھڑے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ فرعون کی بجائے شارلی مر گئی ہے تو وہ محل سے چپکے سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سپہ سالار آندیس کو یہ بُری خبر سنانے چھاؤنی کی طرف روانہ ہو گئے۔

سپہ سالار اعظم آندیس کو جونہی یہ خبر ملی کہ اس کی سازش ناکام ہو گئی ہے۔ اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جو دو آدمی یہ خبر لے کر آئے تھے انہیں وہیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد اپنے خاص ساتھی باقی کو بھی قتل کر دیا تاکہ اس کی سازش کی بات خفیہ ہی رہے اور کسی کو خبر ہی نہ ملے کہ سپہ سالار نے فرعون کو ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کرنے کی سازش کی تھی۔ اب صرف ایک عورت فرعون کی بہن اس کی راز دار تھی اور اس سے آندیس کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس کے بعد وہ اپنی حویلی میں آ گیا۔ جہاں اسے یہ پتہ چلا کہ دو چوروں نے اس کا قیمتی ہیرا چرانے کی کوشش کی تھی۔ جنہیں قتل کر دیا گیا اور ایک چھوٹی سی بونی لڑکی پکڑی گئی ہے۔ سپہ سالار نے خلائی لڑکی ننھی سی کیٹی کو دیکھا کہ چیف گارڈ کی ہتھیلی پہ کھڑی ہے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ دنیا میں ایک

مکمل عورت اتنی چھوٹی ایک چھنگلی کے سائز کی بھی ہو سکتی ہے۔

اس وقت ماریا فرعونِ مصر کی بہن کے محل کی طرف یہ معلوم کرنے جا رہی تھی کہ اس پر اپنے بھائی کے خلاف خونی سازش کی ناکامی کا کیا اثر ہوا ہے۔

ننھی خلائی لڑکی کا کیا انجام ہوا؟

لاہور کا سٹوڈنٹ امجد بعلبک کے امیر سوداگر شیخ ہامان کی قید سے کیسے فرار ہوا۔

عنبر اور ناگ کی امجد اور ماریا سے کہاں اور کیسے ملاقات ہوئی؟

اس کا حال آپ اگلی قسط نمبر ۶۴ "ماریا اور ممی کی لاش" میں پڑھئے گا۔

Makhmoor

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید امریکہ سے کیا لائے

پیارے بچو! آپ کے لیے سچے واقعات کی ایسی پُراسرار فائلیں اُن مجرموں کی جو واردات کرتے وقت اپنے پیچھے نشان تک نہ چھوڑتے اور بالآخر ہر کیس کی فائل داخل دفتر ہو جاتی۔

پُرانے قلعے کی پُراسرار فائیل

کے عنوان سے

انسپکٹر احمر اور اس کے اسسٹنٹ یاقوت ایسے سچے واقعات کی انکوائری کرتے وقت خود مجرموں میں رہ کر ان کی کیسے بیخ کنی کرتے ہیں۔

انسپکٹر احمر کی سراغ رسانی ● انوکھی، پُراسرار اور دلچسپ کہانی

جسے اے حمید نے آپ کے لیے لکھا —— ہر ناول اپنی جگہ مکمل اور پُراسرار

(۱) سات شہزادیوں کا قتل
(۲) پھر وہی آواز؟
(۳) قاتل مم کا راز
(۴) گم شدہ خلاباز کی تلاش
(۵) قاتل کا خونی پنجہ
(۶) چوتھی منزل کا خونی کمرہ

انشاءاللہ — یکم جنوری ۱۹۸۴ء — نئے سال کی خوشی میں

یہ چھ ناولوں کا سیٹ لے کر حاضر خدمت ہوں گے۔ اپنے قریبی بک سٹال پر آرڈر بک کرا دیجیے! **پُرانے قلعے کی پُراسرار فائیل** کا سلسلہ **فائیل نمبر ۲** سے ہوگا جس میں نت نئے تقاضوں کی سچی کہانیاں ہوں گی — اور ہر ناول مکمل — یاد رکھیے —

انشاءاللہ یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو پُراسرار اور دلچسپ **چھ ناول**

بک بینک ۴۔ مچھلی منڈی، عقب اُردو بازار، لاہور ۲

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیا مکتبہ اقرأ کا

عمران سیریز

عمران، بلیک زیرو
صفدر اور جولیا
کے
کارنامے

موت کی نیند	۵/-
آپریشن زیرو لینڈ	۶/-
فرشتے کی موت	۷/۵۰
شیطان کی ہنسی	۶/-
دھوئیں کی لکیر	۷/۵۰
مٹی کا خلاء	۷/۵۰
ماضی کی تلاش	۷/۵۰
ڈیتھ آف عمران	۷/۵۰
مہذب بھیڑیئے	۷/۵۰
نیویارک کی چیخ نمبر۱	۷/۰۰
نیویارک کی چیخ نمبر۲	۷/۰۰

آئرن کرٹن نمبر۱
آئرن کرٹن نمبر۲
عمران کا جنتر منتر
سورج کی تلاش نمبر۱
سورج کی تلاش نمبر۲
ننگے بدمعاش
ثریا کا اغوا
کتے کا گناہ

نیا مکتبہ اقرأ - ۱۴ - بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔